کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام

تذکرہ باقی

یعنی

سوانح عمری نظیر الدولہ امراؤ دولہ نواب باقی محمد خان صاحب بہادر

نصرت جنگ مرحوم و مغفور

مرتبہ

علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند، جی، سی، ایس، آئی

و، جی، سی، آئی، ای، فرمانروائے بھوپال دامہا اللہ بالعز والاقبال

جو

مطبع سلطانی دارالاقبال ریاست بھوپال میں باہتمام مولوی محمد عبداللہ مہتمم مطبع طبع ہوا

سنہ ۱۳۳۳ھ
۱۹۱۵ء

NAZIR-UD-DAULAH UMRAO DULA NAWAB BÁQI MOHAMMAD KHAN SAHIB BAHADUR NUSRAT JANG.
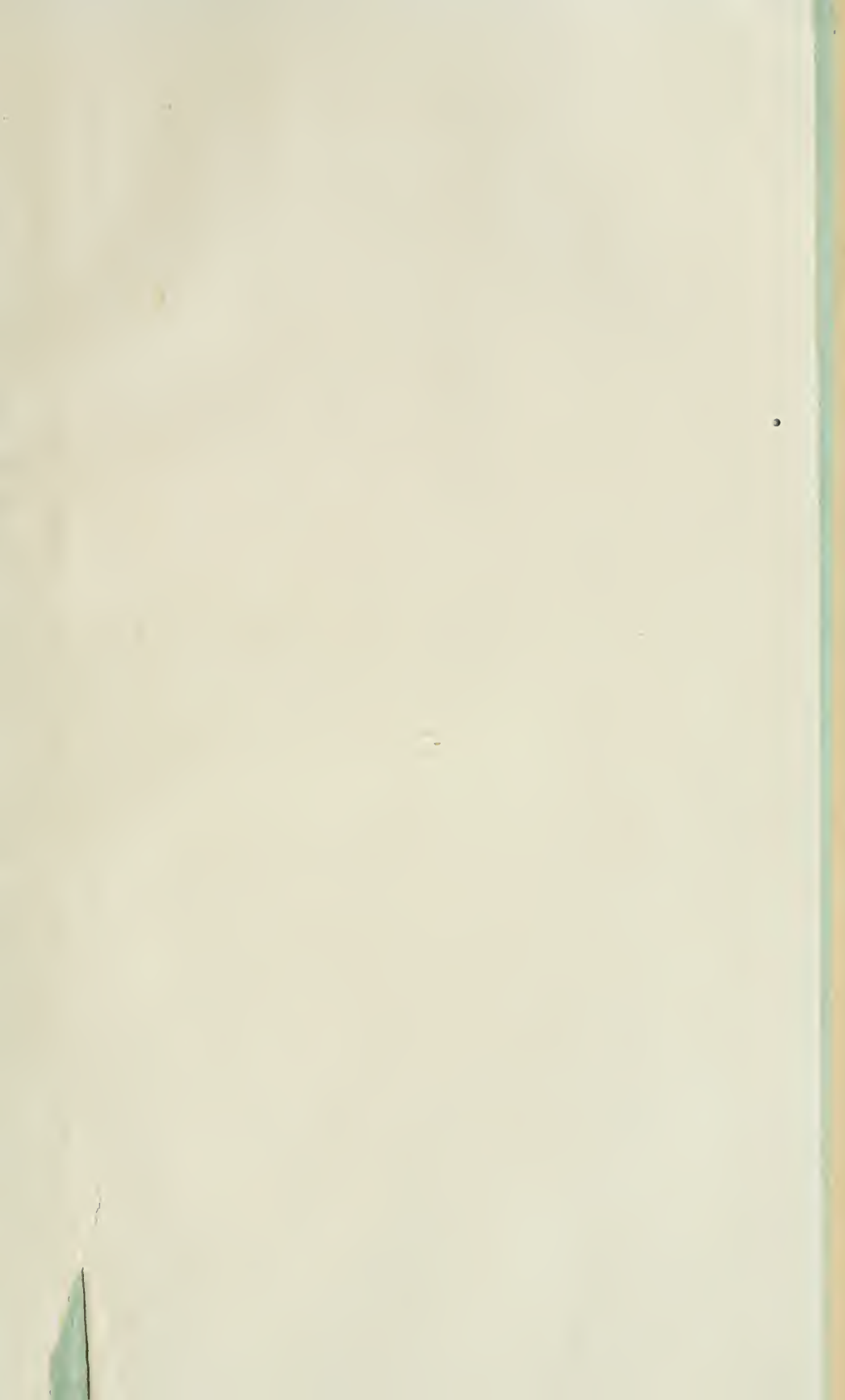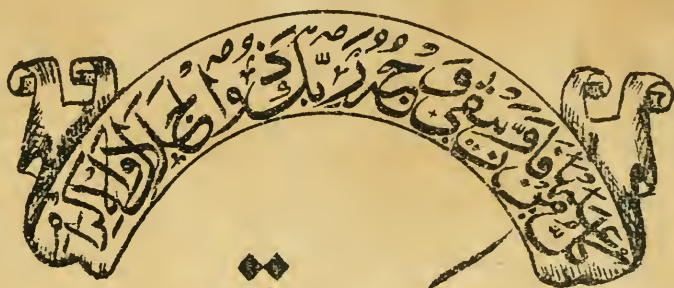
تذکرہ باقی

یعنی

سوانح عمری نظیر الدولہ امراؤ دولہ نواب باقی محمد خان صاحب بہادر نصرت جنگ مرحوم و مغفور

مرتبہ

علیاحضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی سی ایس آئی و

جی سی آئی ای فرمانروائے بھوپال ادامہا اللہ بالعزو الاقبال

جو

سنہ ۱۳۳۳ھ
۱۹۱۵ء

فہرست مضامین تذکرۂ باقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

مین نے جب اپنے زمانہ کی تاریخ مرتب کرنیکا ارادہ کیا تو اُس کے ساتھ یہ خیال بھی آیا کہ نواب قدسیہ بیگم، نواب سکندر بیگم، نواب شاہجہان بیگم اور اپنے نامور اسلاف کی سوانح عمریان بھی جو تاریخ بھوپال مین عظیم الشان مرتبہ رکھتے ہین مرتب کرون اس سلسلہ مین سب سے پہلے مین نے اپنی والدۂ ماجدۂ خلد مکان نواب شاہجہان بیگم کی سوانح عمری مرتب کی جو شائع ہوچکی ہے۔ کیونکہ شرعاً انھین کا حق مجھ پر سب سے مقدم ہے۔ اِنکے بعد نواب سکندر بیگم کی لائف کی باری تھی جنکا درجہ نہ صرف سلسلہ بیگمات مین بلکہ سلسلۂ فرمان روایان بھوپال اور اُس سلسلہ خواتین اسلام مین بھی جنکے نام تاریخ حکمرانی کی زینت ہین سب سے زیادہ ممتاز و نمایان ہی۔ لیکن ہنوز میرا یہ ارادہ دل ہی مین تھا کہ نوابزادہ صاحبزادہ حاجی، حافظ محمد عبید اللہ خان بہادر سی، ایس، آئی، نے مجھسے اس لائف کے لکھنے کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ مین نے اُن کو خوشی کے ساتھ اجازت دی۔ چنانچہ وہ نہایت تحقیق و تفصیل اور محنت و کوشش کے ساتھ اُسکو مرتب کر رہے ہین۔ بہت کچھ کام ختم ہوچکا ہے اور بہت تھوڑا باقی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہوجائیگی۔ اِن کے بعد نواب قدسیہ بیگم جو سب سے پہلی حکمران

اور اسم باسمی بیگم تھیں اُن کے حالات لکھنے کی نوبت نہ تھی چنانچہ اسکی ابتدا بھی کر دی ہے اور اگر خدا کو منظور ہے تو بہت جلد وہ بھی بصورت کتاب شائع ہو جائینگے۔ ان سوانح عمریون کا زیادہ تر مواد سرکاری کاغذات سے حاصل کیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ وقت کا بہت بڑا حصہ تلف ہو چکا اور بالکل کوہ کندن اور کاہ برآوردن کی مثل صادق آئی ہے۔

نوابان بھوپال مین دوست محمد خان، وزیر محمد خان، نظر محمد خان اور نواب باقی محمد خان، نواب نظیر الدولہ سلطان دولہ احمد علی خان احتشام الملک کی سوانح بھی اس قابل ہین جن کو مرتب کر کے شائع کیا جاے۔ چنانچہ اس سلسلہ مین سب سے پہلے مین نے اپنے والد ماجد نواب امراؤ دولہ نظیر الدولہ باقی محمد خان صاحب بہادر نصرت جنگ کی سوانح عمری مرتب کی جو "تذکرہ باقی" کے نام سے شائع کی جاتی ہے۔ نواب احتشام الملک کے حالات تاریخ "جلال آباد" مین درج ہون گے جسکو نوابجیجر محمد نصر اللہ خان بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ اپنے اہتمام سے تیار کرا رہے ہین اسی طرح بہ شرط حیات و فرصت انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ قائم رہے گا۔

میرا خیال تھا اور مین نے کوشش بھی کی کہ "تذکرہ باقی" مفصل اور مبسوط کتاب ہو اور اسمین نواب صاحب مرحوم کی کم از کم اُن اصلاحات کو جو اُنھون نے زمانہ سپہ سالاری مین کی تھین اور جو خدمات ایام غدر مین اُن سے ظہور مین آئین سب کو پوری تفصیل سے دکھلاؤن لیکن افسوس ہے کہ مجھے اس مین حسب دلخواہ کامیابی نہین ہوئی کیونکہ

دفتر کل مین جسقدر کاغذات اور مثلین تھین جن سے مواد فراہم کیا جاتا قریبًا کل
تلف کر دی گئین اور خود اُن کی ڈیوڑہی مین جسقدر ذخیرہ تھا وہ اُن کے بڑے
صاحبزادے میان لطیف محمد خان کے بعد ضائع ہوگیا اور اُس کا نام و نشان
بہی باقی نہ رہا جو تھوڑی سی مثلین اور کاغذات اتلاف سے بچ رہے تھے اُنہین سے
حالات اور ت اخذ کر کے اور کچھ حالات زبانی روایتون سے حاصل کر کے
بعد تحقیق و تنقید ایک جگہ جمع کر دیئے گئے ہین۔ مجکو اِسکے نامکمل رہجانے کا بیحد
افسوس ہے اور مجبورًا یہ سوانح عمری موجودہ صورت ہی مین چھپوا کر شائع کیجاتی ہے۔

سلطان جہان بیگم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصہ اول

حالات خاندانی

میرے والد ماجد نواب باقی محمد خان جنکی یہ سوانح عمری ہے اُن بزرگونکی اولاد مین تھے جنکے ہاتھ اِس ریاست کی بنیاد قائم کرنے اور استحکام مین شریک رہی ہین اِنکے آبا و اجداد نے ہر رئیس بھوپال کے عہد مین جو خیر خواہیان اور وفاداریان کی ہین اُنکے تذکرہ سے ریاست بھوپال کی تاریخ بے نیاز نہین رہ سکتی اسلئے اس سوانح عمری کے ابتدائی حصہ مین مختصراً اُن بزرگون کا تذکرہ بھی مناسب سمجھتی ہون لیکن دشواری یہ ہے کہ ایسا دفتر جس سے یہ حالات ملتے موجود نہین ہے اور نہ پرانی تاریخون سے اُن حالات پر کافی روشنی پڑ سکتی ہے البتہ مجھے چند تحریرین دستیاب ہوئی ہین ایک تو تحقیق استحقاق جاگیرات کے متعلق ہے جسمین ہر خاندان کے حقوق دکھلائی ہین دوسری خود نواب صاحب نے اپنے خاندانی حالات کے متعلق اُسوقت لکھی تھی جبکہ اُنکی شادی کا معاملہ درپیش تھا اور انسے نواب سکندر بیگم نے خاندانی حالات اسلئے دریافت کئے تھے کہ وہ تمام اراکین ریاست کے پاس بھیجے جائین تاکہ اُن لوگونکو بھی تنقید اور غور کا موقع ملے لہذا مین نے اُن خاندانی حالات کو اُنھین تحریرون سے اخذ کیا ہے۔

كليج خان | نواب صاحب کے مورث اعلیٰ کلیج خان جو سردار دوست[1] محمد خان

بانی ریاست کے ساتھ رابطہ اتحاد رکھتے تھے افغانستان سے اُنہین کے ساتھ مع اپنے بہائی کے ہندوستان آکر اُن کے ہمراہ قریباً کل معرکون مین شریک رہے۔ ''بیرسیہ[2]'' کی جنگ مین اُن کے بھائی مارے گئے اور جب سردار دوست محمد خان بہوپال مین داخل ہوے تو کلیج خان کو ایک قطعہ زمین مکان بنانے کے لئے عنایت کیا جو اِس وقت تک اُنھین کی خاندان کی قبضہ مین ہے۔

کلیج خان افغانستان کے خاندان مستی خیل سے تھے اور اگرچہ وثوق کی ساتھ یہ نہین کہا جا سکتا کہ اُنکا وطن یا مسکن افغانستان مین کونسا قصبہ یا کونسا گاؤن تھا لیکن چونکہ سردار دوست محمد خان سے اُنکے تعلقات دوستانہ تھے اور اُنہین کے ساتھ وہ بہی ہندوستان آئے تھے اس لئے یہ قیاس ہوتا ہے کہ اُنکا وطن بہی ''تیراہ'' یا اُسکے قرب وجوار کا کوئی مقام ہوگا۔ اِسی کے ساتھ مستی خیل اور مرازی خیل ایک ہی سلسلہ کی دو شاخین ہین۔

---

[1] سردار دوست محمد خان تیراہ متصل درۂ خیبر (افغانستان) سے سنہ ۱۱۲۰ھ مطابق سنہ ۱۷۱۳ء مین مالوہ مین آئے۔ پہلے ملازمت کی۔ پھر پرگنہ بیرسیہ کی مستاجری لی اور یہان اُنکو جنگ وجدل سے سابقہ پڑا۔ اسکے بعد رفتہ رفتہ متعدد لڑائیون کے بعد بہوپال مین ریاست کی بنیاد قائم کی اور سنہ ۱۱۵۳ھ مطابق سنہ ۱۷۴۱ء ۶۵ یا ۶۶۔ برس کی عمر مین انتقال کیا۔ (تاج الاقبال)

[2] بیرسیہ بہوپال سے جانب شمال ۲۴ میل سے فاصلہ پر واقع ہے۔

یہ نہین معلوم ہوتا کہ کلیج خان نے کب انتقال کیا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُنکا اور سردار دوست محمد خان کا قریب ہی زمانہ مین انتقال ہوا کیون کہ جب نواب یار محمد خان[۱] صدر آرائے ریاست ہوے تو۔

محمد عمر خان | کلیج خان کے فرزند محمد عمر خان کو خدمات ریاست پر ممتاز کیا۔ ممکن ہو کہ کلیج خان زندہ ہون لیکن اسکے بعد کوئی حال معلوم نہین ہوتا بہر حال محمد عمر خان نے نہایت مستعدی و اطاعت کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیا۔

محمد الف خان | اسی طرح اُنکے فرزند محمد الف خان اپنی حسن خدمات اور کارگزاریون کے سبب سے نواب فیض محمد خان[۲] بہادر کی ابتدای صدر نشینی سے آخر تک اُن کی عنایت و مہربانی اور لطف و کرم سے بہرہ اندوز ہوتے رہے۔

محمد خان | جب نواب حیات محمد خان[۳] اپنے بھائی نواب فیض محمد خان کی لاولد انتقال کرنیکے باعث مسند نشین ریاست ہوے تو اُنھون نے چھوٹے خان[۴] کو دیوانی کا منصب دیا اور ریاست کے کل قلعہ جات کا انتظام محمد خان فرزند

---

[۱] نواب یار محمد خان ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۷۴۲ء مین مسند ریاست پر متمکن ہوے اور چار سال حکومت کر کے ۱۱۶۷ھ مطابق ۱۷۵۴ء مین وفات پائی۔

[۲] سنہ جلوس ۱۱۶۷ھ مطابق ۱۷۵۴ء۔ سنہ وفات ۱۱۹۱ ہجری مطابق ۱۷۷۷ عیسوی

[۳] سنہ جلوس ۱۱۹۲ھ مطابق ۱۷۷۸ء سنہ انتقال ۱۲۲۳ ہجری مطابق ۱۸۰۷ عیسوی۔

[۴] چھوٹے خان نواب حیات محمد خان کا پروردہ تھا جو نہایت خیر خواہ اور مدبر شخص تھا لیکن بہاے کے

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

محمد الف خان کے سپرد کرکے قلعۂ چوکی گڈھ جو فوجی نقطہ خیال سے نہایت باموقع اور مرکزی قلعہ تھا۔ اُن کا صدر مقام قرار دیا اس زمانہ مین قلعدار کا عہدہ خاص معتمدین کو ملا کرتا تھا اس لئے سب سمجھ سکتے ہین کہ کہانتک اس خاندان نے نوابان بھوپال کے دلون پر اپنی خدمات کی وجہ سے اعتماد کا سکہ قائم کیا تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

افغان اُس کی اطاعت پسند نہین کرتے تھے چنانچہ پھندہ پر جو بھوپال سے جانب مغرب ۹ میل ہے بڑی جنگ ہوئی تھی اسکا باعث یہی تھا جس مین پانچ سو عزیز مارے گئے اور اُن سب کا مدفن "نظر باغ" مین ہے اور گنج شہیدان سے موسوم ہے۔ یہ شخص زندگی بھر اسی عہدہ پر رہا اُس نے شہر پناہ بھوپال کو مستحکم کر کے اسکے گرد خندق کھدوائی اور بھوپال کی مشرقی سمت مین اُس نے بان گنگا ندی کا سنگین بندھ بنوایا جو پکّے پل کے نام سے مشہور ہے اور اب شہر اور جہانگیر آباد کی آبادی کے وسط مین ہے اور گذرگاہ خاص و عام ہے۔ اُس کے بعد اُسکا بیٹا امیر محمد خان دیوان ریاست مقرر کیا گیا مگر یہ بڑا ظالم، دغا باز اور نمک حرام تھا۔ اس نے جمعیت فراہم کر کے بغاوت کی اور مغلوب ہونے کے بعد اس کو بھوپال چھوڑنا پڑا۔ بھوپال سے جا کر ناگپور مین نوکر ہو گیا اور وہان راجہ کو بھوپال پر فوج کشی کرنے کے لئے آمادہ کیا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد قلعہ ہوشنگ آباد بھوپال کے ہاتھون سے نکل گیا۔

سلہ قلعہ چوکی گڈھ ضلع جنوب مین ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ زمین سے ۲۴۷ فٹ پہاڑ مرتفع ہے اور دیوار ۲۰ فٹ چوڑی ۱۶۵ فٹ بلند ہے جملہ ارتفاع ۴۱۲ فٹ کا ہے طول قلعہ ۲۰۱۲ فٹ عرض ۱۰۶۸ فٹ ہے۔ گرد اسکے جنگل ہے جس مین جانور وحشی اور

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

بہادر محمد خان | زمانہ اسی طرح گذرتا گیا اور نواب حیات محمد خان کے بعد نواب غوث محمد خان مسند نشین ریاست ہوئے لیکن اُنکی نوابی برای نام تھی ۱۲۱۲ھ مین نواب حیات محمد خان کے زمانہ مین وزیر محمد خان[1] دیوان ریاست ہو چکے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

درندے کثرت سے پاے جاتے ہین۔ آب وہوا بھی اچھی ہے۔ اس قلعہ مین دو محل کہنہ سنگین، خوش وضع اور پانچ ٹانکے اور ایک تالاب جسکو بھوج تلائی کہتے ہین واقع ہے اور ایک ٹانکہ ٹانکہ ہاے مذکور مین سے بہت خوشنما زینہ دار عمیق بنا ہوا ہے۔ اس ٹانکی کے نیچے تہ خانہ ہے اُس مین بھی پانی بہت سرد وشیرین وخوشگوار وبے کدورت ہے اور چارون طرف اندر کے ٹانکے مین جانیکے واسطے باریک باریک زینے بنے ہوئی ہین اور زیر قلعہ چار کنوئین اور ایک باولی ہے۔ گانون آباد ہے اور فاصلہ اس قلعہ کا بھوپال سے ۵۰ میل ہے۔

[1] وزیر محمد خان بھی خاندان ریاست کے ایک ممبر تھے اُن کے باپ شریف محمد خان تھے جو سردار دوست محمد خان کے پوتے تھے۔ نواب حیات محمد خان اور شریف محمد خان سے خانہ جنگی ہوئی جسکی وجہ چھوٹے خان کی نیابت اور صالحہ بی بی عرف بہو بیگم زوجہ فیض محمد خان کی وہ کدورت تھی جو اُنکے دل مین نواب حیات محمد خان سے پیدا ہو گئی تھی۔ اُنھون نے ہی شریف محمد خان کو غیرت دلائی کہ وہ ایک غلام کی اطاعت کرتے ہین اور یہی اشتعال باعث فساد ہوا اور بالآخر اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ شریف محمد خان میدان جنگ مین مارے گئے۔ وزیر محمد خان چھوٹے خان کے زمانہ ہی مین آشٹہ چلے گئے تھے جو اُس وقت مرہٹون کے قبضہ مین تھا۔

(ملاحظہ ہو صفحہ آئندہ)

اور جملہ اختیارات اُنھین کے دست اقتدار مین تھے اور یہی ریاست کی سیاہ و سپید کے مالک تھے۔ اِن مین خدا نے شجاعت کا مادہ اسقدر ودیعت کیا تھا کہ اگر اُن کو کوئی وسیع میدان ہاتھ آتا تو وہ دنیا کے نامور اور مشہور فاتحین کی صف اول مین جگہ پاتے مگر باوجود تنگی میدان کے جس بے نظیر شجاعت اور بے مثل دلاوری کا اُن سے ظہور ہوا اور جسطرح اُنھون نے حب الوطنی کا ثبوت دیا اُس کا تذکرہ صفحات تاریخ مین نمایان جگہ پانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ نواب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

وہان سے نکل کر اُنھون نے قزاقانہ زندگی بسر کی اور حیدرآباد جاکر نوکر ہو گئے اسی عرصہ مین امیر محمد خان کی کورنمکی سے راجہ ناگپور نے بھوپال پر چڑھائی کی اور قلعہ ہوشنگ آباد کو فتح کرلیا تھا۔ جب وزیر محمد خان نے اِن حالات کو سُنا تو اُن کو حُب وطن کے جذبہ نے بھوپال واپس آنے پر مجبور کیا نواب حیات محمد خان نے بڑی خوشی اور محبت کے ساتھ اُن کا خیر مقدم کیا اور کچھ سال گذرنے کے بعد وہ عہدہ دیوانی پر فائز کئے گئے۔ اُن کی نسبت سر جان مالکم نے اپنی کتاب ممائر آف سنٹرل انڈیا مین حسب ذیل تحریر کیا ہے۔

(صفحہ ۲۹۹۔ جلد اول)

وزیر محمد خان | نواب (چھوٹے خان) کے قریب ترین اعزہ دو بھائی کمال محمد اور شریف محمد گنور پر قبضہ کرنیکی سازش مین ناکام ہوکر تقریباً سات سو ہمراہی لیکر سیہور کی جانب چلے گئے چھوٹے خان نے اُنکا تعاقب کیا۔ ایک لڑائی ہوئی جس مین شریف محمد قتل ہوئے کمال محمد خان اگرچہ زخمی ہو چکے تھے لیکن اپنے بھتیجے وزیر محمد کو [illegible] بچا کر بھاگ گئے۔ اُس وقت وزیر محمد

(باقی حاشیہ صفحہ آیندہ)

حیات محمد خان اور غوث محمد خان کے زمانہ مین بھوپال پر جو مصیبتین آئین اور ناگپور و گوالیار کی متحدہ طاقتون نے جسطرح حملہ کیا اور متعدد معرکہ آرائیان ہوئین اُسکا مفصل حال "تاج الاقبال" مین موجود ہے۔ یہان مختصر طور پر صرف اسقدر بیان کرنیکا موقع ہے کہ وزیر محمد خان نے قریباً سترہ سال تک بھوپال کی حفاظت اور دشمنون کی مدافعت مین نہایت دلیری اور جانبازی سے کام لیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

نوعمر تھے جو اپنے ملک کی بقایا اور موجودہ خاندان بھوپال کے قائم کرنے کے لئے زندہ رہے۔
(صفحہ ۳۰۸ جلد اول)

وزیر محمد کی بہادری کی ایک تمثیل

ایک اور شخص جنکو مرید خان نے تباہ کرنے کے لئے تاک رکھا تھا وہ وزیر محمد خان تھے جنکی شہرت نے مرید خان کو انکا حاسد اور مخالف بنا دیا تھا لیکن مرید خان کی کوششین اس نوجوان سردار کے خلاف ناکام رہین بلکہ اُنکی وجہ سے وزیر محمد خان کی شہرت نیک مین (جنسے مرید خان نفرت کرتے تھے اور ڈرتے تھے) اور اضافہ ہو گیا۔ جب وزیر محمد خان کو پنڈارون کے خلاف ناکافی وسائل کے ساتھ جنگ پر بھیجا گیا تو اُنھون نے اپنی ذاتی شجاعت اور قوت فیصلہ سے جتنی خامی تھی اُسکو بھی پورا کر دیا حتی کہ اُنکے دشمن بھی اُنکی بہادری کے مداح ہو گئے۔

(فٹ نوٹ صفحہ ۳۰۹ جلد اول)

وزیر محمد خان نے ہٹے سنگہ ساکن میتواڑہ کے دوران ملازمت مین ایک لوٹ مار کی مہم پر اپنے گھوڑے کی دُم کٹ جانے دی لیکن وہ اُسکی قدر و قیمت سے خوب واقف تھے اور دُم کٹ جانیکی وجہ سے اُنھون نے اُسکو علحدہ نہ کیا اس نقصان کی وجہ سے گھوڑا بھی خوب مشہور ہو گیا تھا۔ اور اُسکی سواری کی

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

اور بہوپال کے نجات دہندہ اور ریاست کی حیثیت ملکی قائم کرنے والے ثابت ہوے اُنہون نے جسطرح مرہٹون کا مقابلہ کر کے ریاست کو محفوظ رکھا اسی طرح اُنھون نے اسکے استحکام کے لئے آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کی صیانت مین آجانیکی بنیاد بہی قائم کر دی وہ خود ایک دلیر اور بہادر سردار تھے اور اُنکی فوج مین بہی بہت سے چیدہ چیدہ جانباز اور جان نثار موجود تھے لیکن اُنکی بہت بڑی قوت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

شہرت بہی اُسکی شہرت کے ساتھ مخلوط ہوگئی تہی چنانچہ بیان کیا جاتا ہی کہ پنڈارون کی کتنی ہی تعداد کیون نہ ہوتی لیکن بنڈے گھوڑے کے سوار کا نام سنتے ہی وہ بھاگ جاتے تھے۔

(صفحہ ۲۳۶۔ جلد اول)

وزیر محمد کی زندگی کے آخری کارنامون مین وہ کوشش تہی جو اُنھون نے اپنے اور غوث محمد خان کے خاندان مین شادیون کے ذریعہ سے اتحاد پیدا کرنے کے لئے کی تہی۔

(فٹ نوٹ صفحہ ۲۳۶۔ جلد اول)

نواب غوث محمد خان کی دختر کے ساتھ (نواب) نظر محمد (خان) کی شادی جو وزیر محمد کے دوسرے اور پیارے بیٹے تھے) ہوئی اور وزیر محمد خان نے نواب کے بڑے لڑکے یعنی معز محمد خان کے ساتھ اپنی بھتیجی (یعنی دختر کرم محمد موجودہ وزیر بھوپال) کی شادی کر دی۔

وزیر محمد خان کا انتقال نو سال سے کچھ زائد عرصہ تک بھوپال پر فرمانروائی کرنیکے بعد اکیاون سال کی عمر مین وزیر محمد خان نے فروری ۱۸۱۶ء مین انتقال کیا لیکن اس قلیل عرصہ مین اُن کو ایک دن بھی

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

بہادر محمد خان کی ذات مین مضمر تھی جو محمد خان[1] کے فرزند تھے بہادر محمد خان و زیر محمد خان
کی کل لڑائیون مین شریک رہے اور یون تو اُنھون نے ہر معرکہ مین پوری طرح داد شجاعت دی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا اُنکی آغاز حکومت سے وقت مرگ تک یہ ریاست معرض ہلاکت مین رہی۔

وزیر محمد خان کی اوصاف — اگرچہ نسل افغان کی ایک نہایت ہی سربکف شخص کی حیثیت سے وہ اپنی شجاعت اور
مردانگی کی وجہ سے ایک خاص امتیاز رکھتے تھی مگر اُنکی عادات و اطوار مین حلم و دل آویزی پائی جاتی تھی
اور اسی کے ساتھ ساتھ اُنکی نگاہ اور قد و قامت سے رعب بھی برستا تھا اور اُنکے مزاج مین ایسی
سختی تھی جس سے وہ خوف طاری ہوتا تھا۔ آخری زمانہ مین اُن مین بے احتیاطی پیدا ہوگئی تھی
جسکی وجہ سے لوگون کا یقین ہے کہ اُنکی مایہ حیات کم ہوگئی تھی۔ سب لوگ اُن کی انقلابات
زندگی سے واقف تھے اس لئے اس موقع پر اُن کی وفات سے سب کو رنج والم ہوا۔ کاش وہ
زندہ رہتے اور اپنی حب وطن کی کوششون کا ثمرہ دیکھتے اور اس سرزمین کے باشندون کو
جن سے اُنکو محبت تھی تباہی سے محفوظ پاتے اور اُن لوگون کو اپنے اُس نظام حکومت سے محفوظ اور سرسبز پاتے
جسکی اُنکو تمامی عمر آرزو رہی اور جس سے اُنکے آخری دم تک اُنکی تمام امیدین وابستہ تھین لیکن یہ بات اُس فرزند
کی مقسوم مین لکھی تھی جسکا وہ انتخاب کر چکے تھے جسکو اُنھون نے تعلیم دی تھی اور جس نے بہمہ وجوہ
اپنے آپ کو اپنے والد ماجد کے شایان شان ثابت کرکے دکھایا۔

وزیر محمد خان نے ۱۹ برس حکومت کرنیکے بعد ۵۱ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اپنے باغ (وزیر باغ) مین دفن کئے گئے۔

[1] محمد خان کا کوئی حال معلوم نہ ہوسکا کہ کب انتقال ہوا۔

مگر چند خاص موقعون پر اُس جان بازی، تہور اور خیر خواہی و وفاداری کا ثبوت دیا جسکی وجہ سے اُنکی شخصیت اپنے اقران و امثال مین ممتاز ہوگئی۔ اس جگہ صرف دو ایک واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

محاصرہ جگوا باپو کے وقت جسکے تفصیلی حالات "تاج الاقبال" مین درج ہین ایک مرتبہ غنیم کی فوج نے سوجے خان کے اَٹے کی فصیل بارود سے اُڑا دی اور قریب تھا کہ شہر مین یورش کر دے۔ بہادر محمد خان اس واقعہ کی خبر پاتے ہی تھوڑی سی جمعیت لیکر وہان پہنچے اور اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ محاصرین کو جنکی تعداد قریباً چار پانچ ہزار تھی جرأت نہ ہوئی کہ آگے بڑھ سکین اگرچہ گولیون اور پتھرون کا مینھ برس رہا تھا اور بہادر محمد خان زخمی بھی ہو گئے تھے مگر یہ اپنی جگہ سے نہین ہٹے اور نہایت استقلال و ثابت قدمی سے رائفل سر کرتے رہے اتنے مین میان وزیر محمد خان بھی پہنچ گئے بہادر محمد خان کو زخمی دیکھکر اپنی گود مین اُٹھا لیا اور اُنکی ہمت و جرأت کی بیحد تحسین و آفرین کی اور فرمایا کہ "اب تم ملازمت و متابعت سے گذر کر برادری اور یگانگت کے درجہ پر پہنچ گئے اگر مجھکو اس ریاست مین ایک روٹی بھی میسر آئے گی تو اُسمین بھی چوتھائی حصہ تمھارا ہوگا"۔ اور اس بہادری و جانبازی کے صلہ مین موضع "بنجاری" جاگیر مین عطا کیا اُس وقت ریاست کی آمدنی بہت ہی قلیل تھی جسکی کوئی صحیح تعداد نہین معلوم ہو سکی۔ لیکن سر جان مالکم نے اپنی تاریخ مین نواب نظر محمد خان کے زمانہ کی آمدنی

(دس لاکھ) بتلائی ہے اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ ایسی صورت مین ایک موضع بہادر محمد خان کو جاگیر مین دیا جانا ایک لاکھ روپئے کے انعام سے کم نہ تھا۔

انہین لڑائیون کے سلسلہ مین ایک مرتبہ نواب وزیر محمد خان صاحب اور اُن کے کُل ہمراہی قلعہ کہنہ مین محصور ہو گئے تھے اور عرصہ تک اسی قلعہ مین مقیم رہے محصورین کے پاس غلہ نہ تھا اور غلہ نہونے کی وجہ سے سخت ابتر حالت پیدا ہو جانیکا یقینی خطرہ تھا لیکن بہادر محمد خان تالاب کو عبور کرتے اور بعض وفادار اور خیر خواہ شخصون کے ذریعہ خفیہ طور پر غلہ فراہم کر کے میان وزیر محمد خان کی سامنے لاکر رکھ دیتے تھے جنکو خود میان صاحب ممدوح تقسیم کرتے تھے اسی قسم کی ایک اور مثال ہے جس سے بہادر محمد خان کی ہمت و استقلال کا ایک اور اندازہ ہو سکے گا۔ ایک مرتبہ میان وزیر محمد خان سے لوگون نے غلہ کی تکلیف کی شکایت کی اور اپنے مصائب کو بیان کیا اُنھون نی امتحاناً یہ الفاظ کہے کہ :-

"بیشک تکالیف حد سے گذر گئین اور دنیا مین جو کچھ ہی جسم و جان کی راحت و آسائش ہے۔ اس وقت کہ فاقہ کی نوبت پہنچ گئی ہے اور روز و شب کی محنت سے زندگی وبال جان ہو گئی ہی میری بھی یہی صلاح ہے کہ چند روز کے لئے ہم سب بھوپال چھوڑ دین اور دوسری جگہ جاکر وہان جمعیت فراہم کر کے پھر لڑائی مین مصروف ہون"

سب نے اس تجویز کی تائید کی مگر بہادر محمد خان نے کہا کہ:-
"حضور کو اختیار ہے کہ ہم تا بعد آئندہ لڑین مگر ہمکو انھین پتھرون پر سر نثار کرنا ہے
جب تک ہمارے جسم مین جان ہے ان پتھرون کو نہین چھوڑ سکتے"
میان وزیر محمد خان اس جواب سے بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ:-
"مجھکو صرف امتحان منظور تھا اگر ایسے ہی دس بارہ جری اور مستعد
شخص ہون تو غنیم کی تعداد کتنی ہی کثیر کیون نہ ہو بھوپال مین
قدم نہین رکھ سکتا"
وزیر محمد خان کی وفات کے بعد اُنکی چھوٹے بیٹے نواب نظر محمد خان[۱] مسند نشین ریاست
ہوے اُنھون نے بہادر محمد خان کو جنکی جانفشانیون اور بہادریون کا وہ خود

[۱] نواب غوث محمد خان کی حکومت وزیر محمد خان کی کامداری کی ہی زمانہ مین بوجہ ناقابلیت کے
عملاً ضائع ہو چکی تھی اور آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ جسقدر مراسلت ہوئی تھی وہ سب
وزیر محمد خان کی طرف سے ہوئی تھی اور وہی اسکے اہل بھی تھے کہ بھوپال پر حکمرانی کرتے عامۂ
رعایا ان کو عزیز رکھتی تھی اور اُنکی موجودگی سے ہر ایک قسم کی تقویت حاصل تھی اس لئے بھوپال کے
وہ اصلی حکمران تھے۔ نواب غوث محمد خان کی ایک جاگیر مقرر ہو گئی تھی جس پر اُنھون نے قناعت
کر لی تھی۔ اسلئے وزیر محمد خان کے بعد انکے بیٹے نظر محمد خان جو ایک جری شجاع اور مدبر شخص
تھے سنہ ۱۲۳۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۶ع مین فرمانروائے بھوپال قرار دئے گئے انھون نے جنرل
آڈم صاحب سے جو پنڈارون کے استیصال کے لئے مامور ہوئے تھے رابطہ اتحاد پیدا کیا اور

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

ہر معرکہ مین مشاہدہ کر چکے تھے عہدۂ بخشیگری پر ممتاز فرمایا اور جاگیر کی تجویز کی بہادر محمد خان نے گذارش کی کہ "ملک ویران ہے نقدی مقرر کر دی جائے" نواب نظیر الدولہ نظر محمد خان نے اُنکی یہ درخواست منظور فرمائی اور پانچ سو روپئے ماہوار مقرر کئے لیکن بہادر محمد خان نے ریاست کی حالت دیکھکر اسقدر ایثار کیا کہ بجاے پانچ سو کے صرف دو۲ سو روپیے ماہوار لینا منظور کئے۔

اسی زمانہ مین سرکار انگریزی اور ریاست بھوپال سے رابطۂ اتحاد ہوا اور میجر ہینلی صاحب بہادر کو پنڈارون اور سوندھیا کا تدارک منظور ہوا جنھون نے اُسوقت بہت شورش برپا کر رکھی تھی اور رعایا کے مال واسباب کو لوٹتے تھے اور راستے بالکل بند کر دئے تھے۔ نواب نظر محمد خان نے میجر صاحب موصوف کی امداد کیلئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

انگریزی افواج کو فوج ریاست اور زر نقد سے مدد دی اُسی کا یہ نتیجہ نکلا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے چند شرائط پر اُن کو پانچ پرگنے باسند آل تمغا عنایت کئے اور اتحاد باہمی کا باضابطہ معاہدہ ہو گیا جسپر آجتک گورنمنٹ انگریزی اور دربار بھوپال قائم ہے اور انشاء اللہ تعالی ہمیشہ قائم رہیگا۔ نواب نظر محمد خان کی شادی نواب گوہر بیگم قدسیہ سے ہوئی تھی جو نواب غوث محمد خان کی صاحبزادی تھین لیکن شادی سے دو سال آٹھ ماہ کے بعد ۲۲ محرم ۱۲۳۵ھ ہجری کو ۲۸ برس کی عمر مین اپنے سالے فوجدار محمد خان (پسر نواب غوث محمد خان) کے ہاتھ سے عمداً یا سہواً پستول سر ہو جانے کے باعث رہ گراے عالم جاودانی ہوے۔

بہادر محمد خان کو مع فوج کے متعین کیا۔ بہادر محمد خان نے نہایت کوشش و جانفشانی سے اون کو سب غارتگرون سے اس علاقہ کو پاک کردیا بہادر محمد خان نے پنڈارون اور سوندہیا کی شورش کا جس حسن تدبیر سے استیصال کیا ہے اُسکا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ جب میجر ہنیلی صاحب نے بہادر محمد خان کو نامدار خان کی گرفتاری کا حکم دیا جو پانچ چھ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت کے ساتھ راحت گڈہ[1] کے نواح مین موجود تھا تو بہادر محمد خان صرف دس بارہ سوارون کو

---

[1] - یہ ایک قصبہ ضلع ساگر ممالک متوسط مین ہے۔ یہ اس خاندان کی شاخ کے قبضہ مین تھا جو خاندان بھوپال مین ہے جن مین سے ایک سلطان محمد خان نے وہان کا قلعہ بنایا تھا اور ۱۸۰۷ء تک یہ قلعہ اس خاندان کے قبضہ مین رہا اسکے بعد دولت راو سیندہیا نے اس مقام کو سات ماہ کے محاصرہ کے بعد لے لیا۔ ۱۸۱۸ء مین راحت گڈہ برطانیہ کو مع دیگر اضلاع کے کنٹنجنٹ کی خرچ کی ادائیگی کے لئے ملا اور ۱۸۶۱ء مین یہ بلا کسی شرائط کے گورنمنٹ برطانیہ کے حوالہ کردیا گیا ۱۸۵۷ء مین نواب عادل محمد خان اور اُنکے بھائی فضل محمد خان نے جو سلطان محمد خان کی اولاد مین تھے ایک باغیون کی جماعت کے ساتھ قلعہ پر قبضہ کرلیا جس کو سال آیندہ کے ماہ فروری مین سرہیو روز نے پھر اپنے قبضہ مین لیا۔ فضل محمد خان کو پھانسی دی گئی لیکن اسکا بھائی فرار ہوگیا۔ قصبہ کے جنوب و مغرب جانب سے یہ قلعہ عمدہ طور سے نظر آتا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اِسکی تعمیر مین پچاس برس صرف ہوئے تھے۔ بیرونی بچاؤ کا حصہ جو اس قلعہ کا ہے اس مین بڑے بڑے ۲۶ مینارہین اور ان مینارون کا تعلق پڑہ دار دیوارون سے ہے اور

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

ساتھ لیکر موضع ”تلین،، پہنچے جہان نامدار خان مقیم تھا اور اپنے ہمراہیون کو ایک کوس کے فاصلہ پر چھوڑ کر ہدایت کردی کہ میری تلاش وجستجو کے بہانے سے ایک ایک شخص مجھ تک پہنچ جاے اور خود راہ بھول جانے کے حیلے سے نامدار خان کے لشکر مین پہنچ گئے۔ نامدار خان کے لشکریون کو جب اس حال سے اُنکا آنا معلوم ہوا تو انھون نے تسلی وتشفی کی اور نامدار خان نے اپنے پاس بلا کر حقیقت دریافت کی یہ دونون باتین کر رہے تھے کہ رفتہ رفتہ بہادر محمد خان کے ساتھی اُنکے پاس پہنچ گئے نامدار خان نے اُٹھنا چاہا مگر بہادر محمد خان نے اُٹھنے نہ دیا اور اُسکے اخراجات اُٹھانے کا اقرار کرکے اُسکو گرفتار کرلیا اور میجر ہینلی صاحب کی خدمت مین حاضر کیا بہادر محمد خان کی اس کارگذاری سے میجر صاحب بیحد خوش ہوے۔ جب بہادر محمد خان نے میجر صاحب کو اس درجہ خوش پایا تو عرض کیا کہ نواح بھوپال مین کوئی دلچسپ مقام جہان تفریح ہوسکے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۲۶۔ ایکڑ مین ہے اس جگہ ایک بڑا بازار تھا اور بہت سے مندر و محلات تھے جن مین بادل محل نہایت بلند ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اُس کو راج گونڈ نے جو فرمار وایان گڈہ منڈلا سے تھا بنایا تھا۔ اسکی مشرقی دیوار کو ۱۸۵۸ء مین سر ہیوروز کی توپون نے تقریباً نصف گز تک شکست کر دیا تھا اور بہت سی عمارتین اور بیرونی دیوارین اب نہایت خستہ حالت مین ہین۔ قلعہ سے ایک میل کے قریب بھوپال اور بمبئی کی سڑک ہے۔

موجود نہین ہے اس لئے نظر محمد خان کو قلعہ اسلام نگر[۱] کا جو حقیقتاً ایک دلکشا
مقام ہے بہت خیال رہتا ہے لیکن چونکہ علاقہ غیر ہے اسلئے مایوس رہتی ہین"
میجر صاحب نے فرمایا کہ "گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت مین لکھا جائیگا
بعد منظوری جواب دیا جائیگا۔
نظر محمد خان کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بہادر محمد خان کو لکھا کہ "اگر قلعہ
اسلام نگر ہمکو مل گیا تو ایک قطعہ باغ تمکو اس قلعہ کے نواح مین دیا جائیگا" چنانچہ
جب اسلام نگر کی سند ملی تو بہادر محمد خان کو بھی باغ جاگیر مین مرحمت ہوا جو باغ
شائستہ خان والا مشہور تھا مگر بعد مین نواب بیگم صاحبہ قدسیہ نے یہ باغ لے لیا
اور اسکی عوض ایک موضع لش کھیڑی دیدیا۔
اسی اثناء مین بہادر محمد خان کے یہان بمقام بھوپال صدر محمد خان کی
ولادت ہوئی نظر محمد خان نے انکی ولادت کی خبر سنکر تمام ملازمان فوج کو بندوقین
سر کرنیکا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ "آج سکندر بیگم کا بخشی پیدا ہوا ہے" اور چونکہ بخشی صاحب
مثل اقربا و اعزاے ریاست ہین بلکہ ان سے بڑھکر ہین اسلئے جملہ مراسم تہنیت کا

[۱] اسلام نگر بھوپال سے جانب شمال چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ سردار دوست محمد خان نے ۱۲۷۵ء
مین یہان ایک مسجد اور قلعہ تعمیر کیا تھا اور اس مین نواب یار محمد خان مدفون ہین یہ علاقہ نواب حیات محمد خان
کے عہد مین مرید محمد خان نائب ریاست نے بمعاوضہ امداد بالارائو انگلیہ صوبہ سرونج گوالیار کو
دیدیا تھا جب سے ریاست گوالیار ہی کے قبضہ مین تھا۔

ادا کرنا مجھ پر واجب ہے۔ چنانچہ اوسی وقت شیرینی منگوا کر تمام فوج کو تقسیم کی اور قص و سرود کا حکم دیا اور اس ولادت کی اطلاع کی لئے ایک خط میجر ہینلے صاحب کو بھی لکھا میجر صاحب اِس خبر کو سُنکر بے حد مسرور ہوے اور مبارکباد کی توپین سر کرنیکا حکم دیا۔

اِس مہم کے بعد بہادر محمد خان خریطۂ نیکنامی کے ساتھ حاضر ہوئے اور عطاے قلعہ اسلام نگر کی مبارکباد دی نظر محمد خان جسوقت قلعہ اسلام نگر مین داخل ہوے تو اُنکو انتہا کی خوشی تھی، اُنھون نے بہادر محمد خان سی وعدہ کیا کہ بھوپال چلکر منصب و جاگیر عطا ہو گی لیکن مشیت ایزدی نے یہ وعدہ پورا نہ ہونے دیا اور نظر محمد خان کا انتقال ہو گیا۔ نواب نظر محمد خان کی جوانا مرگی نے اُن کو دل شکستہ کر دیا اور اسقدر صدمہ ہوا کہ عہدۂ بخشیگری سی مستعفی ہوکر مکہ معظمہ چلے گئے اور تین سال کے بعد واپس آئے اُس وقت نواب بیگم صاحبہ قدسیہ مختار ریاست تھین۔ اُنھون نے پھر بہادر محمد خان کو عہدۂ بخشیگری پر بحال کر دیا۔ اِس زمانہ مین نواب منیر محمد خان[۲] نے جمال محمد خان کی اغواے سے علم بغاوت بلند کر دیا تھا

---

[۱] نواب نظر محمد خان کے بعد نواب سکندر بیگم رئیس بھوپال تسلیم کی گئین لیکن وہ بہت کم سن تھین اسلئے نواب بیگم صاحبہ قدسیہ ریجنٹ مقرر کی گئین۔ اور ۱۲۵۳ھ تک ریجنٹ رہین۔

[۲] نواب منیر محمد خان، وزیر محمد خان کے پوتے اور نواب سکندر بیگم کے برادر عم زاد تھے۔ بعد انتقال نواب نظر محمد خان کے نواب قدسیہ بیگم نے بوجہ رشتہ داری اور بمشورہ اراکین دولت اُنکو دلیکر نواب سکندر بیگم کی نسبت کر دی تھی اور یہ طے ہو گیا تھا کہ شادی کے بعد مسند ریاست پر

ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ

اور تمام ملازمین ریاست اور بعض کوتاہ اندیش اخوان ریاست بھی اُنکی شریک ہوگئے تھے ایک روز کوئی دو ہزار آدمیون کو نواب منیر محمد خان نے شبخون کے ارادہ سے دیوان خانہ مین بٹھادیا چند وفادار اور خیر خواہان ریاست مثلاً حکیم شہزاد مسیح[1] اور میان کرم محمد خان[2] کو سخت تشویش ہوئی اور حکیم شہزاد مسیح نے بہادر محمد خان کو بلاکر تمام واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ "اس موقعہ پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بٹھادئے جائین لیکن اُنکے اطوار ناپسندیدہ تھے اور اُنکا چال چلن اچھا نہ تھا اسلئے نسبت فسخ کردی گئی۔ اُنھون نے جمال محمد خان کی اغوا سے بغاوت اختیار کی جمال محمد خان بھی اخوان ریاست سے تھے اور خاندان نواب غوث محمد خان کی ممبر تھے۔

[1] عنایت مسیح جین ڈی بربون کی (جو فرانس سے شہنشاہ اکبر کے عہد مین ہندوستان آکر فوج مین ملازم ہوا تھا) نسل مین تھے۔ یہ میان وزیر محمد خان کے عہد مین بھوپال آئے اور مدت العمر اُن کے دلی خیر خواہ اور مشیر و صلاح کار رہے۔ حکیم شہزاد مسیح انہین کے بیٹے تھے جو نواب نظر محمد خان کے عہد مین دیوان ریاست بھی تھے اور خیر خواہی و وفاداری مین اپنے باپ سے بھی ممتاز تھے۔ نواب نظر محمد خان نے بصلہ خیر خواہی اونکو چالیس ہزار کی جاگیر عطا فرمائی تھی۔ نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کے زمانہ مین ۲۴ جمادی الثانی ۱۲۴۴ھ مطابق یکم جنوری ۱۸۲۹ء کو بمرض درد اعضا اور تنفس ۴۲ برس کی عمر مین انتقال کیا۔

[2] کرم محمد خان خاندان مرازی خیل سے تھے اور نظر محمد خان کے چچا اور خیر خواہ ریاست تھے

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

بجز آپکے کوئی نہین ہے جو اس فتنہ کا استیصال کر سکے۔" بہادر محمد خان اُسی وقت دیوان خانی پہنچے وہان تمام باغی موجود تھے بہادر محمد خان نے اسقدر سخت حملہ کیا کہ باغیون کو مقاومت کی تاب نہ رہی۔ بہت سے تلوارون اور بہت سے بندوقون سے ہلاک ہوے۔ تھوڑے سے جان بچاکر فرار ہو گئے ذرا سی دیر مین میدان صاف ہوگیا اور بہادر محمد خان مظفر و منصور واپس آئے اس لڑائی مین بہادر محمد خان کے زخم بھی آگیا تھا نواب بیگم صاحبہ قدسیہ نے اس فتح کے صلہ مین بہادر محمد خان کو موضع موریل پرگنہ رائسین جاگیر مین دیا اور منصب کے اضافہ کے علاوہ خلعت اور ایک ہاتھی، پالکی، چنور اور آفتابی بھی عنایت فرمائی اور باقی محمد خان اور اُنکے بڑے بھائی صدر محمد خان کی دو دو روپیہ یومیہ میوہ خوری کے لئے مقرر کئے۔

منیر محمد خان کے بعد جب نواب جہانگیر محمد خان[ا] نے شورش برپا کی اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

نواب بیگم صاحبہ قدسیہ نے اُنکو بعد وفات حکیم شہزاد مسیح عہدہ کامداری پر سرفراز فرمایا اور چالیس ہزار کی جاگیر مقرر کی۔ ۱۲۵۰ھ مین اُنکا انتقال ہوگیا۔

[ا] نواب جہانگیر محمد خان منیر محمد خان کے چھوٹے بھائی تھے نواب سکندر بیگم کی نسبت منیر محمد خان سے فسخ ہو جانیکے بعد اُن سے کی گئی۔ اُنھون نے قبل از وقت نکاح اور ریاست کا تقاضہ کیا۔ نواب بیگم صاحبہ قدسیہ اس معاہدہ کی رو سے جو اُن سے ہوا تھا نہین چاہتی تھین کہ وقت

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

ایک کثیر جمعیت فراہم کرکے آشتہ[1] مین جنگ کی تیاری کی تو بہادر محمد خان بھی مقابلہ کے لئے بھیجے گئے۔

نواب قدسیہ بیگم صاحبہ اور جہانگیر محمد خان مین عرصہ تک خانہ جنگیان رہین اور بالآخر ان خانہ جنگیون کا یہ نتیجہ نکلا کہ نواب جہانگیر محمد خان مسند نشین ریاست ہوتے اور نواب قدسیہ بیگم صاحبہ اسلام نگر چلی گئین جو انکا مستقر جاگیر قرار پایا تھا تو بہادر محمد خان نے بھی اپنے آقا کا ساتھ دیا اور وہ بھی نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے ساتھ اسلام نگر مین اقامت گزین ہوے۔

جب وہ اسلام نگر جانے لگین تو انھون نے بہادر محمد خان سے دریافت کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

معینہ سے پہلے نکاح اور مسند نشینی ہو جاے اسی سے خانہ جنگیان شروع ہو گئین اور بالآخر غرہ رمضان ۱۲۵۳ ہجری = ۲۰ نومبر ۱۸۳۷ع کو رئیس ہوے۔ ۷ برس حکومت کرنیکے بعد ۲۶ ذی قعدہ ۱۲۶۰ ہجری = ۷ دسمبر ۱۸۴۴ع کو انتقال کیا۔

[1] یہ قصبہ بھوپال سے بہ فاصلہ ۲۴ میل جانب مغرب لب ندی پاربتی واقع ہے۔ حکومت مغلیہ مین یہ قصبہ سرکار سارنگپور سے متعلق تھا۔ ۱۸۱۷ع مین بھی یہ صدر مقام پرگنہ رہا۔ وجہ تسمیہ آشتہ کی یہ مشہور ہے کہ پہلا نام اسکا آسانگر تھا۔ پھر تغیرات ایام سے ویران ہو گیا تو عرصہ تک اجے پال جوگی نے قصبہ کے ٹیلے پر تپسیا کی اسلئے بوجہ اشٹ یعنی یاد خدا کے نام اسکا آشٹہ ہو گیا۔ ۹۳۸ھ مین سلطان بہادر گجراتی نے جب رائسین پر فوج کشی کی تو حبیب خان حاکم سارنگپور کو

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

کہ تم سپہ سالار ریاست ہو آیا تم اس عہدہ اور مرتبہ کو پسند کرتے ہو یا ہماری ساتھ رہنا
اور منصب کو چھوڑنا پسند کرتے ہو"؟ بہادر محمد خان نے نہایت جوش اور خلوص
کے ساتھ جواب دیا کہ "جو عزت و مرتبہ ہمکو حاصل ہے وہ میان وزیر محمد خان اور
نواب غوث محمد خان کی عنایات و احسانات کی وجہ سے ہی ہین اور میری اولاد ہرگز
گوارا نہین کرسکتی کہ اپنے مربیوں اور محسنون کی اولاد کو چھوڑ کر احسان ناشناس بنین
آپ دونون کے ہمراہ اسلام نگر مین نان جوین کھانا بہ نسبت یہان کی ہزار نعمتون
کے بہتر اور آپ کی ادنی ملازمت ریاست کی سپہ سالاری سے بدرجہا اعلی و افضل
ہے" یہ روح شرافت جسطرح کہ بہادر محمد خان مین تھی اُسی طرح اُن کی بیٹون
یعنی صمد محمد خان اور باقی محمد خان (نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر) مین بھی
موجود تھی اُنھون نے باپ کی تائید کی اور سرکار قدسیہ و سرکار خلد نشین کی رفاقت کو
ہر ایک عزت پر ترجیح دی چنانچہ جب پالکی پر سوار ہو کر اسلام نگر روانہ ہوئین تو بہادر محمد خان

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

آشتہ بھیجا۔ خان ممدوح ذریعہ سے اُسین کی ایک جماعت کو مارا اور آشتہ پر قبضہ کیا یہان ایک قلعہ ہے جو سردار
دوست محمد خان نے ۱۷۱۵ء مین بنایا اور جسکی تکمیل ۱۷۲۰ء مین نواب یار محمد خان نے کی۔ اس قلعہ کی گرد فصیل ہے مگر
اسکا بہت کچھ حصہ منہدم ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عروج کے زمانہ مین دائرہ قریب ایک میل کی گرد مین ہوگا۔
اس قلعہ مین ایک مسجد جو اب جامع مسجد کے نام سے ہے ۱۵۹۹ء مطابق ۱۰۰۸ ہجری عہد اکبر شاہ کی تعمیر شدہ ہے
مابعد ۱۸۲۳ء مین بزمانہ نواب نظیر الدولہ نظر محمد خان اسکی مرمت ہوئی اور زیر قلعہ نظر گنج کی نام سے بازار بسایا گیا۔

گھوڑے پر سوار تھے اور اُنکے دونون صاحبزادے صدر محمد خان اور باقی محمد خان
شمشیر برہنہ لئے ہوے کبھی پالکیون کے آگے اور کبھی پیچھے چلتے تھے۔ اُنکی خاندان
کی بیگمات بھی رتھون پر پالکیون کے پیچھے پیچھے سوار جارہی تھین۔ یہ بھی ایک عجیب
حسرتناک منظر تھا نواب جہانگیر محمد خان اور اُنکے معاون خوشیان منا رہے تھے
عامۂ رعایا جو اُن بیگمات کے الطاف وکرم سے متمتع ہوتے رہتے تھے چیخین مار مار کر
رو رہے تھے چنانچہ آٹھ سال تک یہ دونون بیگمات اسلام نگر مین رہین اور اِن
احسان شناس جان نثارون نے وہین پر اپنا گذارہ کیا نواب بیگم صاحبہ قدسیہ
کی رفاقت کی وجہ سے بہادر محمد خان کی جس قدر جاگیر ریاست مین تھی
سب ضبط کرلی گئی تھی مگر نواب بیگم صاحبہ قدسیہ نے اپنی جاگیر سے دو گانون اونکو
دیدئے تھے مگر وہان کوئی کام نہ تھا اس لئے برداشتہ خاطر ہوکر وطن چھوڑ دینے کا
ارادہ کیا۔ ولکنسن صاحب پولٹیکل ایجنٹ کے پاس پروانہ راہداری کے لئے گئے۔
ایجنٹ صاحب نے اُنکی بہت خاطر مدارات کی، اپنا مہمان بنایا مگر پروانہ راہداری
نہ دیا کیونکہ یقیناً ایسے بہادر شخص کا بھوپال سے چلا جانا اُنکو منظور نہ تھا وہ
دوسرے روز خود سیہور سے اپنے ہمراہ لیکر بھوپال آئے اور نواب جہانگیر محمد خان
سے سابقہ وظیفہ مقرر کرادیا۔ چند روز کے بعد وہ ایک مہم پر بھیجے گئے۔ راحت گڈھ
کے علاقہ مین بندیلون نے لوٹ مار مچا رکھی تھی انگریزی فوج استیصال کے لئے مامور
تھی۔ بہادر محمد خان نواب صاحب کے حکم سے دو توپین اور کچھ سوار و پیادے لیکر

انگریزی فوج کی مدد کو پہنچے۔ چار پانچ ہزار بُندیلے جھلہ کی پہاڑی پر رحمت گڈھ پر شب خون کے ارادہ سے جمع تھے۔ بہادر محمد خان یہ خبر سنتے ہی سیوانس[1] سے پہاڑی پر پہنچے اور افسر مہم کی صلاح سے ایک جانب سے بندیلون کی محاصرہ کو گئے دوسری طرف اجیٹن صاحب (افسر مہم) آئے۔ ابھی اجیٹن صاحب آنے بھی نہ پائے تھے کہ بہادر محمد خان بندیلون کے سر پر جا پہنچے اور تھوڑی دیر مین تمام غارتگرون کا قتل عام کر دیا اور جو تھوڑے سے زندہ بچے اُنکو گرفتار کر لیا اجیٹن صاحب اس دلاوری تدبیر سے بہت خوش ہوے اور ایک پروانہ دیا جسمین اُنکی ہمت و دلاوری کی تعریف تھی یہ پروانہ لے کر وہ نواب صاحب کے حضور مین حاضر ہوے نواب صاحب نے خلعت بخشیگری مرحمت فرمایا اور فوجی انتظامات کے لئے مواکاپدے لاکھ۔ کے مواضع مع ذمہ داری تردد آبادی حسب ذیل پروانہ کے ذریعہ سے تفویض کئے اور جملہ اختیارات مرحمت کئے۔

از بدو طلوع نیر دولت و اقبال یعنی صدر آرائی ما بدولت بر وسادۂ ریاست دار الاقبال بلدہ بھوپال بہ نظر برابر ماندن دخل و خرچ سال بہ سال تخفیف بودہ بوجوہات چند بہ چند سلسلہ انتظام از ہم گسیختہ بریک نہج نہ ماندہ۔ درین صورت امسال منظور حضور چنان شد کہ دخل و خرچ

[1] بھوپال سے جانب مشرق ۴۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور فی الحال ضلع مشرق کی ایک تحصیل کا صدر مقام ہے اور یہان عہد مغلیہ کی ایک گڈھی ہے۔

برابر کرده جائداد آن به هر یک علاقه دار تفویض کرده اند که اختیار
تردد و غیر تردد آن بذمه وے باشد و طریقه اش آنکه بحسن تردد خویش
متوجه حال استمالت رعایا بوده به تکثیر زراعت پرداخته حاصلات
سال به سال را در اصراف جائداد مفوضه خویش در آرد و به همان قدر
اکتفا کرده دخل و خرچ علاقه خویش با سال تمام بسر کند و خیر خواهی و کار
دانی افسر فوج در آن ست که بحسن انتظام خویش طلب تنخواه سپاه که بعد
فیصله یکینیم سال تنخواه شش ماهه به سرکار خواهد بر آمد تجویز اد انش تا سه چهار
سال از افزونی و پیداواری سوائے جمع سال حال از همین جائداد
مدنظر خویش داشته بصورت تعمیل بودنش بر طبق مدعائے سرکار مورد
تحسین و آفرین گردد و اگر این معنی شدن نتواند تنخواہے که از تکدمه حال
چنیدے ایزاد ست خرچ آن اندر آن وفا کنند و ما بدولت را لازم که
سوائے تجویز مقرره حال در اصراف چه از نو نگاهداشت احدی ملازمان
و یا در خرچ دیگر مصارف افزونی نه کنیم بلکه اگر از راه سهو که مقتضائے بشریت
است حکمی از پیشگاه ما بدولت یا از جناب ماموں صاحب والا مراتب
جناب نواب محمد اسد علی خان صاحب بهادر در باب نو نگاه داشت
احدے از ملازم رسد آنرا هرگز هرگز منظور و مقبول نه نموده سررشته
انتظام را برهم شدن ندهد و نوعے خلجان و اندیشه ندارد که از عدول حکمی

مورد عتاب خواہد شد فلہذا از روے قسم شرعی می گوئیم و می نویسیم
کہ ازین رو خاطر جمع داشتہ ہیچ اندیشہ نہ نمایند بلکہ در صورت خلاف
آن خود را مستوجب باز پرس دانند فقط نظر بر آن نگارش می رود
کہ محال مفصلہ ذیل بہ جائداد علاقہ ایشان بابت ۱۲۹۱ فصلی بتعداد
جمع مبلغ مقرر کردہ شد باید کہ برمضامین مندرجہ بالا آگاہ بودہ مطابقش
کاربند بودہ باشند درین باب تاکید مزید و قدغن بلیغ تصور یدہ
حسب الحکم تعمیل آرند"

اسکے علاوہ چار موضعون کی سند مخصوص اُنکے واسطے مرحمت ہوئی اور پھر
اُس سند پر نواب جہانگیر محمد خان نے ۲۷ رمضان ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۲۴۷ فصلی کو
یہ مضمون لکھکر دستخط کئے کہ "بطور پرورش صدر محمد خان و باقی محمد خان کو
بصیغہ جاگیر نانکار مرحمت ہوئی" یہ جاگیر ۱۲۵۴ فصلی تک بدستور بحال رہی۔ پھر
۱۲۵۵ فصلی مین بسلسلہ انتظامات جاگیر نواب سکندر بیگم نے موضعون کا تبادلہ
کرکے دونون بہائیون کے نام جاگیر قائم رکھی۔

بہادر محمد خان نے ریاست کی خیر طلبی و وفاداری مین اپنی عمر طبیعی پوری
کرنیکے بعد انتقال فرمایا۔ اگرچہ یہ ایک عظیم نقصان تھا جو ریاست کو پہنچا لیکن
اُنھون نے دو نامور فرزند یادگار چھوڑے صدر محمد خان اور باقی محمد خان جو
اپنے باپ کے صحیح جانشین ثابت ہوے۔

صدر محمد خان

یہ بہادر محمد خان کے بڑے بیٹے تھے۔ انھون نے بھی آغوش پدر مین تربیت و تعلیم پاکر ہر قسم کی قابلیت و شہرت حاصل کی اگرچہ باپ کی وصیت کے مطابق ابتدا اُوہ حالات کے لحاظ سے مستعفی ہو گئے تھے لیکن پھر استعفا واپس لینے پر مجبور ہوے اور نواب جہانگیر محمد خان اور نواب سکندر بیگم کے عہد مین مسلسل نائب بخشی اور بخشی کی عہدون پر ممتاز رہے اپنی خدمات کو نہایت عمدگی کے ساتھ ادا کیا۔ بہادری اور شجاعت مین اپنے باپ کے مکمل نمونہ تھے۔ جنگ کلیاکھیڑی[1] کی فتح کا سہرا جو نواب منیر محمد خان کے ساتھ ہوئی تھی اِنہین کے سر رہا۔

[1] امیر محمد خان نے بعض مفسدین کے مشورہ سے کئی سو روہیلے ملازم رکھے اور اُن سے نذر لیکر خرچ کر ڈالا پولٹیکل ایجنٹ نے میان فوجدار محمد خان کو جو اُس وقت ریجنٹ تھے تحریر کیا کہ "امیر محمد خان کے ملازمون کو برطرف کر دو اور اُنکی تنخواہ قرض لے کر ادا کر دو اور میان امیر محمد خان کی جاگیر سے یہ قرض ادا کیا جاے" میان امیر محمد خان نے اس حکم کو ماننے سے انکار کیا اور کلیاکھیڑی جو بھوپال سے ۱۲ کوس کے فاصلہ پر جانب جنوب ہے، چلے گئے۔ وہان لڑائی کی تیاریان شروع کر دین۔ یہان سے صدر محمد خان مقابلہ کے لئے بھیجے گئے اور کننگھم صاحب سیہور سے فوج کنٹنجنٹ لیکر گئے۔ ۱۴ر شوال سنہ ۱۲۶۲ ہجری کو لڑائی ہوئی۔ امیر محمد خان مع اپنے دونون بیٹون شیر محمد خان اور اکبر محمد خان اور دو سو ولایتون کے زندہ گرفتار ہوے اور قلعہ آسیر مین دونون لڑکون کے ساتھ تا بہ زندگی قید رہے۔ ۱۳۔ جمادی الاول سنہ ۱۲۷۰ ہجری مین انتقال ہوا نعش تابوت مین رکھکر بھوپال آئی اور نور باغ مین دفن کی گئی۔

جسکے صلہ مین خلعت وخطاب "نصرت جنگ" پایا۔ اپنے زمانہ بخشیگری مین اُس
زمانہ کے مطابق فوج کا بہت اچھا انتظام کیا تھا اور ہمیشہ ریاست کی خیرخواہ اور جان نثار رہے۔

حج سے آنے کے بعد ماہ صفر سنہ ۱۲۶۷ ہجری مین بیمار ہوے اور ایک
سال تک بیمار رہے روز بروز مرض بڑہتا گیا اور آخر مین اُن کو ہچکی کی بیماری
ہوگئی اور پھر وہ ہچکی لگی جو رشتۂ حیات منقطع کر دیتی ہے۔ غرض ۱۴؍ صفر سنہ ۱۲۶۸ ہجری کو
بعد مغرب طبیعت زیادہ بگڑ گئی اور بارہ بجے رات کو انتقال ہوگیا۔

نواب بیگم صاحبہ قدسیہ صبح سے صدر محمد خان کے گھر تشریف لائین اور شام تک
وہین قیام فرمایا۔ ریاست کے تمام ادنیٰ و اعلیٰ عہدہ دار اور تمام ہندو اور مسلمان
شہر کے باشندے قریب چار ہزار کے صدر محمد خان کے مکان پر جمع ہوے انکی
وفات سے شہر مین ایک کہرام مچ گیا تھا۔ ہندو مسلمانون مین سے جو شخص سنتا تھا
افسوس کرتا تھا اور سب اُنکے حسن اخلاق اور مہربانیون کو یاد کرتے تھے۔ یہ اپنے
باغ مین جو اُنکے برادر یعنی نواب باقی محمد خان کے باغ سے ملحق ہے دفن ہوے
اب یہ باغ اُنکی دختر رحمت اللہ بی عرف "سلطان دُلھن" کے نزدیک ہے اور اُنکے والدین کی قبر
اسی مین ہے۔ اُنکی اولاد مین صرف یہی دختر ہین جو اُنکی وفات کے چھ ماہ بعد دنیا مین آئین۔ اُنکی جاگیر
مین سے ایک گانون کی جاگیر اُنکی بیوی کے نام کیگئی اور دوسرا موضع منجملہ جاگیر سابق باقی محمد خان
کی جاگیر مین رکھا اور جب باقی محمد خان کی شادی نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کے ساتھ
ہوئی تو بخشی صدر محمد خان کا پورا حصہ تین موضعون کا اُنکی بیویون کے نام کر دیا گیا:

نواب باقی محمد خان

پیدائش اور تعلیم و تربیت

نواب صاحب ماہ شوال سنہ ۱۲۳۶ ہجری مین پیدا ہوئے سن شعور کو پہنچ جانیکے بعد اُس زمانہ کے دستور کے مطابق اُنکی فارسی کی تعلیم شروع کی گئی چونکہ نواب صاحب ابتدا ہی سے ذہین اور ذکی تھے اس لئے بہت جلد فارغ التحصیل ہوگئے اور فارسی ادب مین پوری مہارت حاصل کرلی عربی بھی جانتے تھے۔ فنون سپہ گری کی تعلیم اپنے خاندان مین پائی اور تھوڑے عرصہ مین اس مین بھی کمال حاصل کرلیا۔

ملازمت

یہ نہین معلوم ہوتا کہ ابتدا مین وہ ریاست کی کس خدمت پر مامور ہوئے۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ سنہ ۱۲۵۶ فصلی مین وہ افسری سواران گل یعنی کمانڈر کیولری کے عہدہ پر مامور تھے اور ایک موضع جھاگر نامی اُس عہدہ کی معاوضہ مین اُن کو دیا گیا تھا اور وہ اپنے والد اور بھائی کے ساتھ اکثر معرکہ آرائیون مین شریک رہے اور اُن مین داد شجاعت دی آشٹہ کی لڑائی مین اُنکا نام خصوصیت کی ساتھ آتا ہے صمد محمد خان جب حج کو گئے تو اُنکے عہدہ نیابت بخشیگری کے انچارج ہوئے اور نہایت ہوشیاری و قابلیت سے اس عہدہ کا کام انجام دیا اور جب باپ کا انتقال ہوا اور بڑے بھائی اُنکی جگہ بخشی مقرر ہوئے تو یہ مستقل طور پر نائب بخشی کئے گئے۔

عہدۂ بخشیگری پر سرفراز ہونا

علی محمد خان نصرت جنگ کی وفات کے بعد عہدۂ بخشیگری کے لئے سوائے اُنکے دوسرا اہل و مستحق نہ تھا اس لئے اس اہم ذمہ داری کے عہدہ پر اُنہین کا تقرر کیا گیا اور جو خطاب "نصرت جنگ" اُن کے بھائی کا تھا اُس سے یہ بھی ممتاز فرمائے گئے۔ اُنھون نے انتظام فوج مین اپنے بھائی سے بھی زیادہ دلچسپی لی اور اپنے بھائی کے زمانہ سے اور بھی زیادہ فوج کو آراستہ و پیراستہ کیا۔ سب سے پہلے اُنھون نے پیدل فوج کی طرف توجہ کی اور جسقدر اُس مین نقائص تھے اُن سب کی اصلاح کی اور بہت عمدہ حالت پر پہنچا دیا۔ چونکہ نواب سکندر بیگم صاحبہ بجائے میان فوجدار محمد خان کے ریجنٹ ہو گئی تھین اس لئے بعد ملاحظہ فوج خوش ہو کر یکم محرم سنہ ۱۲۷۰ھ ۔ ۵ ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۸۵۳ع کو میجر ہنری مرین ڈیورنڈ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال کو زرچہارم کی معافی کی بابت جو ہر جاگیر دار کو ادا کرنا ہوتا ہے حسب ذیل یادداشت لکھی :۔

یک جلد کتاب تکدمہ کل پیادگان ریاست بھوپال بخدمت آن شفیق فرستادہ می شود ازان حال بندوبست پیادگان مذکور از سال حاضری اول تا حاضری ثانی و حال تکدمہ مجوزہ کپتان ایڈن صاحب و تکدمہ نوشتہ مخلصہ و تغیر و تبدل نفری پیادگان دریافت خواہد شد و یک کیفیت کہ ازان حال بندوبست پیادگان مذکور مفصل معلوم خواہد گردید با یادداشت ہذا بخدمت آن شفیق فرستادہ می شود امید کہ

کاغذ مذکور را بدقت ایجنبی داشته از جواب آن مخلصہ را مطلع و مسرور فرمایند و الحال بفضلہ تعالیٰ بندوبست تمام فوج ریاست بھوپال گردید کہ لسے درجہ نقصان بخیال ناقصم باقی نمانده و ہم ریاست از قرضہ وزیر باری زمانہ سابق سبکدوش گردید، لہذا بخیال ناقصم چنان مناسب معلوم می شود کہ از سنہ ۱۳۶ف چهارم جاگیر بخشی باقی محمد خان صاحب نصرت جنگ و زوجہ بخشی صمد محمد خان مرحوم معاف کرده شود زیرآنکہ در بندوبست حال تمام سواران ریاست بھوپال بخشی صمد محمد خان مرحوم و در بندوبست حال پیادگان فوج ریاست بخشی باقی محمد خان صاحب نصرت جنگ چنان کہ باید کوشش و جانفشانی کردند اگرچہ در نفس الامر بندوبست تمام ولائتیان بہ سبب تائید آن شفیق کہ در منظوری برطرفی علاقہ داران سعد اللہ خان گردید شده است لیکن بظاہر بخشی باقی محمد خان صاحب نصرت جنگ نیز در باب ترغیب پوشش وردی و کردن قواعد کوتاہی نکرده اند بجلدوے این کوشش و جانفشانی معاف کردن چهارم جاگیر بخشی باقی محمد خان صاحب نصرت جنگ و زوجہ بخشی صمد محمد خان مرحوم کہ بتعداد چهارصد وده روپیہ و سیزده آنہ از سال ۱۲۶۱ف بسیار مناسب و انسب معلوم می شود۔

اس یادداشت کو میجر صاحب موصوف نے بہت خوشی سے منظور کیا اور ز چہارم

معاف کر دیا گیا۔

پیدل فوج کے جب تمام انتظامات درست ہو گئے تو اُنھون نے رسالون اور توپخانہ وغیرہ کو نہایت کوشش و جانفشانی کے ساتھ ترقی دی اور اُن کی اصلاح و درستی کی نواب سکندر بیگم صاحبہ اُنکے فوجی انتظامات سے بیحد خوش ہوئین اور اسکے صلہ مین فیل و پالکی جو اعلی مرتبہ کے نشان تھے عطا کرنیکی تجویز کی اور ۲۲ شوال سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۵۴ء کو کپتان ولیم فریڈرک اڈن پولٹیکل ایجنٹ کو حسب ذیل یادداشت لکھی کہ۔

مدار المہام محمد جمال الدین خان صاحب و معتمد المہام دیوان کشن رام صاحب را ہمراہ خلعت عہدہ ہاے مذکور فیل و پالکی باد ہ جائداد و خرچہ آن داده شده بود۔ الحال وقت دادن نشان ہاے فوج ریاست بھوپال خلعت و سلاح بہ بخشی باقی محمد خان صاحب نصرت جنگ و نایب شان داده خواہد شد ہمراہ فیل و پالکی الحال از ریاست نزد بخشی صاحب موصوف تعینات است بعده جائداد و خرچہ آن عنایتاً دادن صائب است زیرا کہ بخشی صاحب موصوف نیز یک رکن ریاست از عہده داران کلان اند و انتظام آراستگی فوج ریاست بھوپال بطوریکہ الحال از محنت و جانفشانی شان شده است در عہد کدامی بخشی فوج ریاست بھوپال نہ شده بود و قطع نظر ازان پیشتر ہر کسی را کہ عہدہ بخشیگری

می شد آن را نیز پالکی وفیل از روبروی رئیس عنایت می شد"

اِسس کی منظوری آگئی اور باقی محمد خان کو فیل و پالکی عنایت کی گئی اور سو روپیہ ماہانہ کی جاگیر ان دونون چیزون کے لئے مرحمت ہوئی۔

باقی محمد خان جب تک اس عہدہ پر رہے ہمیشہ نہایت مستعدی وقابلیت اور دیانت سے اپنے فرائض کو انجام دیتے رہے۔ اور یہی جانفشانیان اُنکی عروج منصب کی باعث ہوئین اور بالآخر اس مسلسل وفاداری کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ ایک سپاہی کے درجہ سے نوابی کے مرتبے پر پہونچے اور جان نثارانہ سرگرمیون نے روساء بھوپال کے دلون کو اس قدر افزائی پر مائل کیا کہ آج یہ خاندان رئیسہ حال کا خاندان کہلاتا ہے۔

نواب شاہجہان بیگم (خلد مکان) کے ساتھ شادی

نواب سکندر بیگم کے دل مین روز بروز اُنکی اطاعت وقابلیت اور دیگر اوصاف حمیدہ کی وجہ سے عظمت بڑہتی رہی یہانتک کہ جب انکو نواب شاہجہان بیگم (سرکار خلد مکان) کے ازدواج کا خیال ہوا تو اُن پر نظر انتخاب پڑی۔ یہ حالات تاج الاقبال، حیات شاہجہانی اور گوہر اقبال مین مفصل موجود ہین اُنکے اعادہ کی یہان ضرورت نہین ہے لیکن سلسلۂ واقعات کے لئے اسقدر لکھنا ضروری ہے کہ جب میان فوجدار محمد خان کے بعد نواب سکندر بیگم مختار ریاست ہوئین اُسوقت گورنمنٹ سے یہ امر قرار پایا تھا کہ نواب سکندر بیگم اُس وقت تک ریجنٹ رہین گی جب تک شاہجہان بیگم

۱۶ برس کی عمر کو پہونچین اور شاہجہان بیگم کی شادی گورنمنٹ اور نواب سکندر بیگم کی پسند سے کی جاے گی۔ اور نواب شاہجہان بیگم کا شوہر مسند نشین ریاست کیا جائیگا اس قرار داد کے مطابق گورنر جنرل صاحب بہادر نے ایک خریطہ کے ذریعہ سے ۱۸۵۵ء مین نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کی شادی کے متعلق ہدایت کی نواب سکندر بیگم نے اس خریطہ کے موصول ہوتے ہی اراکین و اعیان ریاست کے پاس وہ تمام مثلین جو علاقہ غیر اور خاص ریاست بھوپال کے لڑکون کی خاندانی اور ذاتی حالات کی مرتب کی گئی تھین بھیجکر اُن کو لکھا کہ "ان مثلون کو دیکھ کر بلا رو و رعایت جو لڑکا اس بار خطیر کا اہل ہو اور جس مین ریاست کی سرسبزی اور بہبودی متصور ہو مع دلائل اُسکا نام تحریر کرین"۔ اس مشورہ مین نواب باقی محمد خان بھی شریک تھے۔ اُنھون نے امراؤ محمد خان فرزند خیر اللہ خان کی متعلق راے دی تھی اور بعض اراکین بھی اُن ہی کے ہم راے تھے امراؤ محمد خان اور لڑکون کے مقابلہ مین جو اُسوقت موجود تھے نجیب الطرفین خوش چلن، حلیم المزاج سلیم الطبع، شکل و شمائل مین اچھے اور میان کرم محمد خان کے نواسے تھے البتہ تعلیم و تربیت نہ تھی اسلئے نواب باقی محمد خان کی شریف طبیعت نے اپنی آقازادی کے واسطے موجودہ حالت مین جو سب سے بہتر تھا اُس کو انتخاب کیا اور یہ راے دی کہ جو شخص منتخب کیا جاے اور اُس سے اقرار نامہ لیا جاے تو اُس مین حسب ذیل شرائط تحریر ہونا مناسب ہین۔

اوّل امور ریاست مین سے ہر کام بغیر اراکین و خیر خواہان ریاست
کی صلاح و مشورہ کے محض اپنی راے اور پسند سی نہین کرونگا"
دوم اپنی زندگی تک نواب سکندر بیگم کا پاس و لحاظ و آداب اور حفظ
مراتب جیسا چاہیے رکھون گا اور جناب ممدوحہ کی اطاعت و
فرمانبرداری مین مثل غلامون کے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرونگا
اور ہمیشہ اپنا مالک و مربی اور بزرگ سمجھکر اپنی بہتری، بہبودی اور ریاست
کی بہبودی کا جو کچھ حکم ہوگا اُسپر عمل کرونگا اور سر مو اُس سی تجاوز نہین کرونگا
سوم آنکہ رذیل لوگون کو اپنی مصاحبت مین نہین رکھونگا
اور نہ امور ریاست مین دخیل اور اعلیٰ مرتبہ پر پہونچاؤنگا
کہ جسکی وجہ سے ریاست اور شرفا کو نقصان پہنچے"
نواب سکندر بیگم نے جوابات موصول ہونے کے بعد سب کی رایون پر
غور و تنقید کی اور یہ نتیجہ نکالا کہ جسقدر لڑکون کے نام تجویز کئے گئے ہین اُنمین
کوئی شخص ایسا نہین جس مین وہ تمام صفات موجود ہون جنکی ایسے ازدواج
کے لئے ضرورت ہے اسلئے کسی کی نسبت منظور نہین فرمائی دوسری مرتبہ
پھر خود ہی نواب باقی محمد خان نصرت جنگ کا انتخاب کیا اور بطور استفسار
دلھن صاحبہ (بیوہ حکیم شہزاد مسیح) مدارالمہام محمد جمال الدین خان، معتمد المہام
لشن رام، غلام مخدوم خان ناظم محمد خیر الدین انصاری (کامدار ڈیوڑھی

نواب سکندر بیگم) غلام مرتضیٰ خان (کامدار ڈیوڑہی نواب شاہجہان بیگم)
فتح جنگ خان قلعدار حکیم متبس صاحب، بھوانی پرشاد - وکیل اور بخشی
قدرت اللہ کے نام ایک تحریر بھیجی جس مین اپنے انتخاب اور رائے کو بھی
ظاہر کر دیا۔ تحریر یہ تھی :-

"ہر چندانکہ در باب شادی نواب شاہجہان بیگم صاحبہ از برادران و ارکان
ریاست مشورہ نمودیم لیکن ذہن کسی بر لیاقت طفلے کہ لائق بار برداشتن
ریاست باشد نہ رفت - ہر شخصے کہ تجویز خود نوشت بمطلب خود یا متعصبانہ
برعایت خاندان کہ عادی آن از پشت ہا پشت اند نوشت برائے رائے و ہدایت کہ
از جناب گورنر جنرل صاحب بہادر درین باب سے نبرد - مارا رعایت
خاندان میان وزیر محمد خان صاحب بہادر و نواب غوث محمد خان صاحب
بہادر و نواب دوست محمد خان صاحب بہادر و قوم و ملک مطلق نیست
غرض صرف از لیاقت و قابلیت طفل است چنانکہ نواب گورنر جنرل
صاحب بہادر می فرمایند کہ شوہر نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیس
بھوپال خواہد شد - پس ہر طفلے کہ باشد دران دو امر خاص یافتہ شوند
یکے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ را با خود راضی و خوشنود دارد - دوم
بہبودی و سرسبزی ریاست کند و جائے غور است کہ از خاندان نواب
نظر محمد خان صاحب بہادر انقلاب ریاست ہمان روز گردید کہ از بطن

نواب بیگم صاحبه قدسیه لپسرے تولد نشد مگر به سبب آن که شادی ما
با نواب جهانگیر محمد خان صاحب بهادر مغفور گردید در ریاست بهوپال
در خانه میان وزیر محمد خان صاحب بهادر مرحوم ماند و الحال که از خاندان
میان وزیر محمد خان صاحب بهادر طفلے نیست و هم از خاندان نواب
غوث محمد خان صاحب بهادر و نواب دوست محمد خان صاحب بهادر
طفلے که لئیق باشد و از وے امید سرسبزی و بهبودی ریاست متصور
گردد نه باشد دران صورت تحقیق لیاقت طفل یگانه باشد یا بیگانه
لازم آید لهذا به خیال ما به سبب لیاقت بخشی باقی محمد خان نصرت جنگ ب
مناسب معلوم می شود زیرا که از هفت پشت شریف و نجیب و شجاع
و از حسن و عقل و علم متوسط و جد اعلیٰ و غیره آن همراه نواب دوست محمد خان
صاحب بهادر از ولایت آمده اند و از همان زمان به روزگار بیش
قرار در ریاست بهوپال مامور ماندند و از عهد نواب دوست محمد خان
صاحب بهادر تا عهد نواب غوث محمد خان صاحب بهادر مشیر نوابان
بهوپال ماندند و بخشی بهادر محمد خان والد بخشی باقی محمد خان نصرت جنگ
از عهد نواب نظیر الدوله نظر محمد خان صاحب بهادر عهده بخشیگری تمام
ریاست بهوپال یافت۔ ازان زمان تا حال عهدهٔ موصوف درجه
بدرجه در همان خاندان بحال و برقرار است و گاہے از خاندانش

بغاوت ونمکحرامی تا امروز نہ شدہ وہمیشہ از بزرگانش در ہر معرکہ وجنگ
درین ریاست محنت وجانفشانی چنان کہ باید گردید لہذا از آنصاحبان
از روے قسم پرسیدہ می شود کہ اگر راے من درست وبجا باشد
منظوری آن واِلا دلائل بر نقص راے من چندانکہ در خیال شما
بگذرد بے خوف وخطر بنگارند۔ فقط پنجم رمضان ۱۲۷۵ ہجری۔

اسکے بعد پھر اُنھون نے ایک تفصیلی یادداشت تمام ارکین کے پاس بھیجی
جس مین اُن کے خاندان کی حالت اور اُنکی والدہ کی اُس محبت کو جو اپنے اور
نواب قدسیہ بیگم کے ساتھ تھی اور اُن کے اُس اثر کا جو وہ فوج پر رکھتے تھے اور
جو انتظامات کہ اُنھون نے کئے تھے اُن کی قابلیت و وفاداری، میانہ روی، خوش
معاملگی، عام اعتماد، رُعب، شرافت وشجاعت، عقلمندی اور اُن امیدون کے پورا
ہونے کی توقع جو نواب شاہجہان بیگم کے شوہر کے ساتھ وابستہ تھین اور اُن کے
اُس جذبۂ وفاداری کا جو خاندان وزیر محمد خان کے متعلق تھا اور اپنے احکام کی تعمیل
اعزا واقربا کے آداب کا پاس ولحاظ، حب الوطنی اور ہم وطن لوگون کی پرورش،
ہمدردی، ارکان قدیم ریاست کی عزت کا خیال، غرض اِن سب باتون کا
مفصل تذکرہ تھا۔

اس تحریر پر اراکین ریاست نے غور کیا اور نواب سکندر بیگم کی راے سے
متفق ہو گئے۔ اس کارروائی کے بعد خود نواب شاہجہان بیگم سے راے دریافت کی

جس کے جواب مین اُنھون نے بھی تحریر کے ذریعہ سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمادیا۔ نواب سکندر بیگم عرصہ سے ایسے لڑکے کی تلاش و انتخاب مین مصروف تھین جو اِس ازدواج کے قابل ہو اور اُنھون نے اس امر کی بھی منظوری حاصل کر لی تھی کہ اگر خاندان ریاست مین کوئی لڑکا اس قابل نہ ہو تو غیر خاندان یا علاقۂ غیر سے انتخاب کیا جاے۔ اس صورت مین اُنھون نے اس امر کی بھی ضرورت محسوس کی کہ جس شخص کے ساتھ شادی ہو وہ براے نام نواب رہے۔ حکومت ریاست اُس کو تفویض نہ کی جاے کیون کہ علاوہ حق تلفی کے بہت سی مشکلات پیدا ہونے کا خطرہ ہے جیسا کہ اُنکو خود تجربہ ہو چکا تھا کہ بعد نواب نظر محمد خان کے وہ از روے عہد نامہ و حقوق شرعی ریاست کی مستحق تھین۔ لیکن نواب جہانگیر محمد خان کی بہ سبب شوہر ہونے کے رئیس حکمران قرار دئے گئے، خانہ جنگیان ہوئین، خاندانی اور خانگی مسرتین برباد ہوئین اور طرح طرح کی تکالیف برداشت کرنی پڑین۔ ان وجوہ اور اس تجربہ کی بنا پر اُنھون نے ایک پُر زور تحریر گورنمنٹ مین ارسال کی جو منظور کی گئی اور ایجنٹ نواب گورنر جنرل کا خریطہ مورخہ ۷ نومبر ۱۸۵۷ء باین مضمون موصول ہوا۔

آپکا اشفاق نامہ بمقدمہ شادی نواب شاہجہان بیگم پہنچا۔ جواب اُسکا نواب گورنر جنرل بہادر پر منحصر تھا اسلئے اب لکھتا ہون کہ تجویز صدر کی اس مقدمہ مین یہ ہے کہ آپ کسی لڑکے کو واسطے نکاح نواب

شاہجہان بیگم کے حسب پسند اپنی تجویز کرین۔ وہ لڑکا بعد شادی کے برائے نام نواب رہیگا اور نواب شاہجہان بیگم وقت پہنچنے سن بلوغ کے موافق دستور رئیسہ بھوپال ہون کی اور انتظام و کارکردگی آن مشفقہ نے ریاست کو بار قرض سے سبکدوش کیا اور آپکے خوبی بندوبست سے جو ضرب المثل ہے آیندہ کو بھی زمام انتظام ریاست آپکے ہاتھ مین رہنا چاہئے تاکہ آپکی تعلیم مادرانہ سے نواب شاہجہان بیگم فائدہ اُٹھائین اور وقت مناسب پر اختیار ریاست کا اُن کو سپرد کیا جاے ''

اب ان سب مراحل کے طے ہو جانے پر اُنھون نے نواب باقی محمدخان کی منظوری کے لئے ۵ ربیع الثانی ۱۲۷۱ھ ۲۶ دسمبر ۱۸۵۴ء کو والسراے کی خدمت مین بوساطت ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا حسب ذیل عرضداشت بھیجی۔

بعد حمد ملک العلامے کہ بنی نوع انسان را بہ اطاعت شریعت غرا فیت بخشید واز انبیا علیہم السلام بحکم تزوج وحفاظت نسبت بہ سمع سامعین نیک نہاد رسانید۔ بموقف واقفان آستان ہدایت نشان می رسانم۔ ارشاد رشید بنیادے کہ از باب کتخدائی ہمایون طالع بلند اقبال نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رنجنہ مثال مشتملہ بازدہم اپریل ۱۸۵۵ء شدہ بود۔ الحال کہ بفضل معطی آمال وقتش رسید پایہ شناس گذارش آنم کہ درخیال عاجزہ کتخدائی

صاحبہ موصوفہ با نجشی باقی محمد خان صاحب نصرت جنگ مناسب
است کہ حقیقتاً نجیب الطرفین شریف الحال و ظاہر البین و ساکن قدیم
بھوپال۔ والدش رکنے از ارکان ریاست بودہ و ذاتش رکین تقبین
امارت است و علاوہ ازان چندان کہ حال شادی صاحبہ موصوفہ
و ذات واولادش و سود و بہبود و اجرائے امور ریاست و ذات
عاجزہ کہ درین ریاست بسا استحقاق دارم بہ فکر ناقص گذشت"۔
لیکن ایجنٹ نواب گورنر جنرل صاحب کو خیال پیدا ہوا کہ مبادا یہ شادی
بغیر رضامندی نواب شاہجہان بیگم کی جاتی ہو اسلئے اُنھون نے بغیر اطمینان
کئے نواب گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت مین عرضداشت بھیجنے سے
انکار کیا اور اُس وقت تک نہین بھیجا جب تک کہ پولیٹکل ایجنٹ سیہور نے نواب
شاہجہان بیگم سے خود زبانی دریافت نہ کرلیا۔ نواب گورنر جنرل صاحب بہادر نے بھی
اس انتخاب کو نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اُسکی منظوری بدین حسب
ذیل خریطہ تحریر فرمایا:۔

مہربانی نامہ مودت طراز مشعر برگزیدہ شدن بخشی باقی محمد خان
نصرت جنگ جہت کدخدائی و تزوج نواب شاہجہان بیگم صاحبہ
نظر بہ حسن حسب نسب و ستودگی و محمدت خصائل و قامت سکونت
بھوپال بہ تنگ وصول آن بحجنہ مسرور و بہرہ موفور و مجبور بخبور ناصور ساخت

الحمد للہ رب العالمین خواہش دیرینِ اخلاق گزین کہ قرار یافتن شخصے الیق لائق انتخاب درین باب و انصرام کار ازدواج نواب بیگم صاحبہ موصوفہ حسب خواہ عبارت ازان است بفضل الٰہ صورت نما گشتہ و آن مشفقہ کہ بن جمیع الوجوہ صاحب موصوف الصدر را لائق این کار دیدند نزدیک دوستدار نیز مناسب است۔ پس بہ تکیہ و توقع افضال ایزد بیہمال باید بانجام پرداخت تا ہمون ہمچو آغاز میمنت مشحون انجام ہم حسب مرام خواہد ساخت ترصد کہ مخلص ہموارہ متمنی ادراک خورسندی و عافیت مزاج تفقد امتزاج متصور بودہ بورود مہربانی نامہ جاتِ مودت سمات مسرور و مبتہج می شدہ باشد۔ زیادہ چہ برطراز د پنجم جون ۱۸۵۵ء"

جس روز خریطۂ منظوری صادر ہوا نواب سکندر بیگم کو بہت خوشی ہوئی اور اُسی روز باقی محمد خان بہادر کے نام ذیل کا خریطہ تحریر فرمایا:-

آج بفضل قادر ذوالجلال عزت سلطانہ پیشگاہ نواب مستطاب معلی القاب گورنر جنرل صاحب بہادر سے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ طال اللہ عمرہا کے ساتھ آپ کی شادی کا خریطہ منظوری صادر ہوگیا اللہ تعالیٰ بمنہ و کرمہ آپ کو مبارک کرے اور ہم نے اپنی طرف سے آپ کو خطاب "اُمراؤ دولہ" دیا ہے چونکہ اس خوشخبری کی اطلاع آپ کو ضروری تھی لہذا اطلاعاً لکھا گیا۔ ۷ ارشوال ۱۲۷۱ھ"

اسی کے ساتھ منظوری خطاب کے لئے حسب ذیل یادداشت پولٹیکل ایجنٹ بہادر کو ارسال کی۔

خطاب نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر مغفور نظیر الدولہ نواب دولہ جہانگیر محمد خان صاحب بہادر بود لہذا در تجویز مخلصہ بعد ازان کہ خریطہ جناب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر دام اقبالہ شرف نزول دریابد۔ خطاب باقی محمد خان صاحب بہادر چنان مناسب معلوم می شود کہ نظیر الدولہ امراؤ دولہ نواب باقی محمد خان صاحب بہادر باشد۔ امید کہ جواب منظوریش عنایت شود تا بعد رسیدن خریطہ نواب گورنر جنرل صاحب بہادر محتشم الیہ باین خطاب بنام باقی محمد خان صاحب بہادر جاری گردد۔ ۱۴ شوال ۱۲۷۱ھ = ۳۰ جون ۱۸۵۵ء

اسکے جواب میں کپتان ولیم فریڈرک ایڈن صاحب پولٹیکل ایجنٹ نے تحریر کیا:-

یادداشت آن شفقہ مرقومہ سی ام جون ۱۸۵۵ء مضمون این کہ خطاب نواب جہانگیر محمد خان بہادر مغفور نظیر الدولہ نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر بود لہذا تحریر مخلصہ بعد ازان کہ خریطہ جناب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر دام اقبالہ شرف نزول دریابد خطاب باقی محمد خان صاحب بہادر مناسب معلوم می شود کہ نظیر الدولہ امراؤ دولہ نواب باقی محمد خان صاحب بہادر باشد قبل ازین پرتو ورود افگندہ بود چنانچہ ہم دران زمان

اصل یادداشت آن مشفقہ بذریعہ چھٹی انگریزی مرقوم پنجم جولائی ۱۸۵۵ء نمبری ۷۴ بخدمت صاحب والاشان ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا ارسال یافتہ بود۔ درین ولا بجوابش چھٹی انگریزی صاحب محتشم الیہ مرقوم نہم جولائی سنہ الیہ نمبری ۱۱۰۰ مع یادداشت مرقومہ موصول گردید۔ صاحب ممدوح این ارقام می فرمایند کہ نواب بیگم صاحبہ مکرمہ انچہ خطاب شوہر نواب شاہجہان بیگم صاحبہ تجویز فرمودند باین جانب ہم منظور ست ازانجا کہ اطلاع این معنی بآن مشفقہ ضرورست بنابرآن بضمون چھٹی مرقومہ جہت اطلاع آن صاحبہ نوشتہ شد فقط

۱۷ر جولائی ۱۸۵۵ء

ان تحریر دن کے بعد کچھ رسمین ہوئین۔ ۴ر ذی القعدہ ۱۲۷۱ھ کو رسم منگنی ادا ہوئی اور ۵ر ذی القعدہ کو ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا تشریف لائے اور گورنمنٹ کی جانب سے خلعت عطا کیا۔ سترہ فیر کی سلامی مقرر ہوئی اور ۲۶ر جولائی ۱۸۵۵ء مطابق ۱۱ر ذی القعدہ ۱۲۷۱ھ کو بڑی دہوم دہام سے عقد ہوا۔ دو کرور روپیہ کا مہر قرار پایا اور نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر کو ع[بالعوض] سابا پارچہ کا ایک خلعت عطا ہوا جس مین علاوہ پارچہ جات کے ایک مالا سے مروارید اور ایک سرپیچ مرصع بھی تھا۔ ایجنسی سے اس عقد کے متعلق ایک اعلان[۱] بھی شائع کیا گیا۔

---

[۱] یادداشت از محکمہ اجنسی بھوپال بطور اشتہار آنکہ۔
اوپر ضمیر منیر ان لوگون کے جو سود و بہبود اور سلامتی ریاست بھوپال مین (ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

بلندی مراتب | نواب سکندر بیگم کو ابتدا ہی سے اُنکے حال پر شفقت تھی لیکن اب
اِس رشتہ کی وجہ سے اُنکی شفقت وعطوفت مہر مادری سے مبدل ہوکر بدرجہا
زیادہ ہو گئی تھی۔ وہ نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر کی ذرا ذرا سی بات کا خیال
رکھتی تھین اور ایسے مواقع کی تلاش مین رہا کرتی تھین جن سے اُنکا اعزاز و مرتبہ نمایان ہو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اپنی خوشی اور غرض متعلق چاہتے ہین یہ امر بخوبی منکشف اور عیان ہوگا کہ یہ ریاست تمامی
اور ریاستون سے بعض خاص صورتون اور حالتون مین مختص ہے۔ یہ کسی کو یاد ہی کہ بعد رحلت
فرما ہونے نواب نظیر الدولہ جہانگیر محمد خان صاحب بہادر کے اس دیر ناپائدار ہستی سے عالم جاودانی
کو تمامی امرایان اور سرداران ریاست نے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کو اپنا مالک اور ریاست کا
سردار منظور کیا اور اس امر کو سرکار ابد پائدار انگلشیہ نے بہ لحاظ عہد نامہ کے کہ فیما بین سرکارین کے
قائم اور مستحکم تھا قبول فرماکر حق نشینی نواب بیگم صاحبہ ممدوحہ کو نفس منظوری اپنی سے استحکام بخشا
اور چونکہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ نابالغ تھین ضرور ہوا کہ کوئی شخص واسطے تمشیت امورات
ریاست اور انصرام مہام مملکت کے ایام صغر سنی اُنکی مین مختار ریاست مقرر ہووے نواب
سکندر بیگم صاحبہ والدہ ماجدہ بیگم صاحبہ ممدوحہ کی کہ ولی اور سرپرست حقیقی اُن کی تھین اس
عہدہ جلیلہ اور منصب عظمیہ پر ممتاز ہوئین۔ اب یارائے قلم نہین کہ عہدہ تشریح اوصاف حمیدہ
نواب سکندر بیگم صاحبہ سے کہ شہرہ حسن لیاقت اور خوبی انتظام اُنکی کا زمین سے آسمان تک
پہنچا ہے برآوے یا بیان عشر عشیر اُن امور انتظام اور ہر ایک فرائض اِس عہدہ جلیلہ کا کہ انہون نے

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

شادی کے بعد اونکی ۶۵ ہزار تین سو پچاس روپیہ سالانہ کی جاگیر اور ۷۰۰ سالانہ
کی جاگیر اُن کی والدہ کی تاحین حیات مقرر کر دی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

انتظام فرمایا کرے نواب بیگم صاحبہ ممدوحہ نے فقط لحاظ اوپر فلاح حال ریاست کی نہین فرمایا
بلکہ بحالت انتظام سود و بہبود زمان حال کے اُن تجاویز برجستہ اور انتظام شایستہ سے جو کہ
مبنا اے رفاہ اور امنیت زمان مستقبل کو مستحکم کرین اور جن سے کار نمایان اُنکا صورت قیام
دوام حاصل کرے غافل اور عاری نہین رہین اور یہین نظر بوجوہات صریحہ کہ بیان اُن کا
خالی از طوالت نہین یہ امر قرار پایا کہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ اور مالک ریاست بنی
رہین گی اور نواب سکندر بیگم صاحبہ جو بیٹی نواب نظیر الدولہ نظر محمد خان صاحب بہادر کی ہین
تاصدور حکم ثانی صدر رفیع القدر کے باختیار و تمشیت امور و فرائض منصب جلیلہ مختار ریاست
مشرف اور ممتاز ہوونگی۔ لازم ہے کہ سب کو جیسی اطاعت اُنکی اب کرتے آئے ہین کرتی رہین
اے اہل ریاست ذرا پیچھے پھر کر نگاہ کیجئے اور دیکھئے کہ نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر
مرحوم و مغفور بعد شادی رئیسہ ریاست کے رئیس بھوپال ہوے تھے تمام عمر مین اُن کے
بلکہ تادم واپسی جو حال ریاست کا ہر قسم کی بے انتظامی اور تباہی سے خراب و برباد ہوا
سب کو معلوم ہے پس امعان نظر اور فکر صحیح مختار ریاست کے بیچ پیش کرنیکا وہ ہر حال کی تعریف
و توصیف کیجئے اور ممنون و مرہون حُسن سلوک اور دانائی و دوربینی سرکار ابد پایدار انگلشیہ
کی جس نے تجاویز مذکور کو منظور اور مقبول کیا ہو جئے اسلئے اب صلاے عام دی جاتی ہے

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

نواب سکندر بیگم نے اگرچہ راجہ کشن پرشاد معتمد المہام اور حکیم شمس صاحب کی صلاح کے مطابق شادی سے پہلے ہی گورنمنٹ سے اس امر کی منظوری حاصل کر لی تھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کہ مطابق تحریر صدر کے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال اور اُنکی والدہ ماجدہ مختار ریاست رہین گی یہ بھی قرار پایا کہ بباعث تجویز مذکور الصدر کے دولہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کے فقط برائے نام نواب ہووین گے اور تعظیم و تکریم اور حسن سلوک اُن کا مطابق نوابان زمانہ سابق رہے گا اور اس امر نے بھی نقش منظوری سرکار انگریزی کا پایا ہے اور واضح ہو کہ مقدمہ شادی نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کا مدت سے فکر مین نواب سکندر بیگم صاحبہ کے تھا اور اس معاملہ مین اُنھون نے اور سرکار انگریزی نے کمال غور فرمایا ہے۔ اسی معاملہ نازک مین علی الخصوص بباعث اسکے کہ بفضل الٰہی سے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ اب ہوشیار ہوئی ہین اُنکی اپنی مرضی اور خواہشون کو بہت کچھہ دخل دیا گیا اور بہت سا کچھہ اوپر خواہشون نواب سکندر بیگم صاحبہ کی جن کی صلاح و مشاورت رئیسہ نے بمقتضاے طبیعت سے رجوع فرمائی انحصار رکھا گیا تھا۔ نتائج اسکے سے یہ ہوا کہ بخشی باقی محمد خان صاحب واسطے عزت و افتخار تزویج نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کے ممتاز ہوے۔ اس عقد کو نواب سکندر بیگم صاحبہ نے تجویز اور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ نے قبول فرمایا اور اب اُسنے نقش منظوری نواب مستطاب معلی القاب گورنر جنرل بہادر سے استحکام پایا جن ایام مین یہ معاملہ تجویز شادی کا درپیش تھا اور اس بات مین کمال فکر تھی بد اندیشان ریاست اشتعال نائرۂ فساد اور مخالفت سعی

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

کہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کے شوہر کو امور ریاست مین مداخلت کا حق نہوگا
اور وہ محض برائے نام نواب ہین سگے اس لئے نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر کو
معاملات ریاست مین کسی قسم کے اختیارات حاصل نہ تھے اور عہدہ سپہ سالاری
سے بھی بہ سبب شوہر رئیسہ ہونے کے دست بردار ہو چکے تھے لیکن نواب سکندر بیگم
اُنکے وسیع معلومات اور فوجی تجربہ کی وجہ سے ہر مشورہ مین اُنکو شریک کرتی تھین
اور فوج مین جو جدید انتظامات ہوتے تھے اور جو سوار وغیرہ کہ نئے بھرتی ہوتے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

عاری نہ تھے۔ ایک حالت مین کہ نتیجہ ارادہ ہاے فاسدہ کا تھا فرنگیان اسکے ہدف سہام
لعن و نفرین ہین اور صورتون مین اغراض ذاتی یا خاندانی باعث فساد اور مخالفت ہوے
سو اظہر من الشمس ہے۔ حق یہ ہے کہ اور سب لوگ تو تماشائی ہین۔ بڑی غرض اس
معاملہ مین متعلق ساتھ دو ذاتون یعنی وجود ماں اور بیٹی کے ہے۔ نواب شاہجہان بیگم
صاحبہ نے تجویز اپنی والدہ ماجدہ کو منظور اور مقبول فرمایا اور اُنھون نے عیوب و ثواب
اور بعض اور اوصاف بخشی باقی محمد خان صاحب کو پلۂ میزان فکر مین ہموزن اور تراز و
کرکے یقین جانا کہ اوصاف اور ثواب مذکور آرام و آسائش اُن کے جگر بند کو قائم کرینگے
نظر بر وجوہات بالا اسب کو زیبا ہے کہ اظہار اس تجویز سے راضی اور خوشنود ہو وین۔
جو لوگ کہ حقیقت مین خیر خواہ اور نیک اندیش ہین اس ریاست کے جس کو سعی مزید اور
جانفشانی ہاے معاملہ نواب سکندر بیگم صاحبہ نے نتیجہ غدر اور مفلسی اور بدانتظامی سے

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

اُن مین نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر سے ضرور مشورہ لیتی تھین اور وہ بطور
فوجی مشیر کے سرکار خلد نشین کے حضور مین کام کرتے تھے اور نہ صرف فوجی
معاملات بلکہ کل مالی و ملکی مہمات امور بغیر اُن کے مشورہ کے طے نہین ہوتے
تھے۔ بعض وقت خاص ذمہ داری کے کام بھی سُپرد کئے جاتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

نکالا ہے فی الفور غرض اور اسباب تجاویز حال کو سمجھین گے اور اُنکی قدر کرین گے۔ بعضے
لوگ بنگاہ بے غرضی اس معاملہ کو دیکھتے گئے مگر سب لوگ یہ اچھی طرح یاد رکھین کہ اُنکی
روٹی محض اس پر منحصر ہے کہ ریاست ہمیشہ کے واسطے با انتظام و امنیت قائم رہے۔
ریاست کے قیام پر اُنکا وجود ہے جس کسی خبر مین خلل اُسکا مبطون ہوگا۔ وہ خبر دبائی
جائے گی۔ سرکار عظمت آثار فلک اقتدار انگلشیہ نے تمام کارروائی حال کو منظور فرمایا
اور تمامی تجاویز اور بند و بست ریاست نے نقش منظوری سرکار گردون کا حاصل کیا۔
پس اس سرکار کے اقتدار کے کوئی مقابل آوے یا اُسکی توہین کرے کیا مجال
ہے۔ حررہ ہفتدہم ماہ جولائی ۱۸۵۵ء

مقام بھوپال

دستخط ایڈن صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ

خدمات زمانہ غدر

نواب شاہجہان بیگم کی شادی ایسے زمانہ مین ہوئی تھی کہ تمام ہندوستان جنگ وجدل کا عادی ہو رہا تھا۔ بات بات پر تلوار میان سے نکلتی تھی۔ مفسدہ پردازی کے لوگ خوگر تھے۔ جہالت کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ تہذیب وتمدن کے نام سے کوئی آشنا نہ تھا۔ ہندوستان کو سلطنت برطانیہ کے سایہ مین آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ مین عنان حکومت تھی اور اگرچہ اُن برکات امن وامان اور تہذیب و شایستگی کا جو انگریزی حکومت کے مقدمتہ الجیش ہین قدم ہندوستان مین آچکا تھا مگر پھر بھی عرصۂ دراز کی بگڑی ہوئی حالت چند سالون مین نہین سُدھر سکتی تھی۔ یہ علم وتہذیب امن و آسائش اور ترقی و تمدن جو انگریزی انتظامات کی بدولت ہندوستان کے گویا رگ وپے مین سرایت کئے ہوے ہے اُس وقت اگرچہ مفقود نہ تھا لیکن اُس سے بہت ہی کم ہندوستانی اثر پذیر ہوے تھے۔

نواب سکندر بیگم کی نشو ونما کا زمانہ بھی ایسا ہی زمانہ تھا مگر اُن کی طبیعت مین فطری طور پر مآل اندیشی، استقلال، قابلیت حکمرانی اور صلح پسندی خدا نے ودیعت کی تھی اُسپر جو پیچیدہ واقعات پیش آئے اور جن مشکلات کا اُنکو مقابلہ کرنا پڑا

اُن کے باعث اُن کی یہ تمام قابلیتین اور بھی بڑھ گئین۔ اُن کو اُن معاملات کے تجربات نے جو اُس وقت تک حاصل ہوے تھے ہر پہلو پر غور کرنیکا عادی کر دیا تھا۔ اُنھون نے اس رشتہ کے قائم کرنیکے وقت کامل غور و خوض کیا تھا اور اُن کی نظرون کے سامنے جسطرح کہ زمانۂ موجودہ تھا اُسی طرح وہ مستقبل کو بھی دیکھ رہی تھین۔ اُنھون نے ایسے زمانہ مین جب کہ ہر وقت گوناگون خطرات کا احتمال تھا تمام حالات کا لحاظ کر کے نواب باقی محمد خان کو انتخاب کیا اور اُن سے بہتر دامادی کے لئے اور کوئی شخص موجود بھی نہ تھا۔ اِس رشتہ کے قائم ہو جانیکے بعد اگرچہ بوجوہات اُنکو بخشیگری کے عہدہ پر نہ رکھا لیکن دوسرے مہمات امور مین اُن کو اپنا مشیر بنایا اور اُن کی ہمشیرہ کے داماد کو اِس عہدہ کی خدمت سُپرد کی تاکہ خاندانی رعایت بھی باقی رہے اور فوج پر سے وہ اثر بھی زائل نہو جو ایک عرصہ سے اس خاندان کا قائم ہے اور اس خاندان سے بہتر وہ کسی دوسرے خاندان کو ریاست کا خیرخواہ نہ سمجھتی تھین جن دوراندیشیون کی وجہ سے اُنھون نے یہ انتظام اور انتخاب کیا تھا وہ سب پیش آئی اور اُن سب مین اہم واقعہ غدر کا ہنگامہ تھا۔

غدر مین جو شادی سے قریباً دو سال کے بعد ہندوستان مین برپا ہوا ریاست بھوپال بھی متاثر ہوے بغیر نہ رہی تھی۔ نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر نے بھی اِس شورش کے رفع و انسداد مین بہت بڑا حصہ لیا اور اپنی محسن نذر

اور اثر سے فوج کو سرکشی سے باز رکھا۔ چونکہ نواب امراؤ دولہ سے فوج کو بہت عقیدت تھی اور لوگ اُن کے احکام کی تعمیل بلا چون و چرا کرتے تھے اسلئے فوج اور اُن لوگون کو جو آمادۂ فساد تھے فہمایش وغیرہ اور اُن کے تمام معاملات اور جھگڑونکا تصفیہ اُنھین کے ذریعہ سے ہوتا تھا۔

بھوپال مین اس شورش کی ابتدا زرلین[1] اور دو ماہہ کے مطالبہ سے ہوئی۔ فوج کا تقاضہ تھا کہ جسقدر روپیہ ہمارا زرلین اور دو ماہہ کا خزانہ مین جمع ہے وہ کل ہمکو تقسیم کر دیا جاے اور بلا انتظار جواب نوکری چھوڑ چھوڑ کر فوج سے علحدہ ہو گئے جتھابندی کر کے طرح طرح کی شرارتین اور بدعنوانیان شروع کر دین اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اکثر لوگ اس وجہ سے کہ نواب امراؤ دولہ سرکار کے خیرخواہ اور وفادار تھے ان سے بھی برہم ہو گئے تھے اور کہتے تھے کہ "دو ماہہ اور زرلین لیکر دستگیر محمد خان[2] کو مسند پر بٹھائین گے نواب امراؤ دولہ اور سکندر بیگم کو قید کر کے جہاد پر کمر باندھین گے اور ناگپور تک خالی کرائین گے مگر ہمارا پہلا جہاد یہی ہے کہ نواب امراؤ دولہ اور نواب سکندر بیگم کو معزول کر کے دستگیر محمد خان کو رئیس بنائین"۔ تمام ولایتی جو فوج مین ملازم تھے اور جاگیردار اور تمام ملک محروسہ کی فوج اُن کے شریک تھی

[1] سپاہیون کے قیام کے لئے جو لین بنوائی گئی تھی اُسکے جسقدر مصارف ہوے تھے وہ سپاہیون کی تنخواہ سے وضع ہو کر خزانہ ریاست مین جمع ہوتے تھے۔

[2] دستگیر محمد خان نواب جہانگیر محمد خان کے بیٹے ایک حرم کے بطن سے تھے۔

صورت معاملات نہایت نازک ہوگئی تھی۔ تردداتِ اور خطرات آناً فاناً بڑھتے جاتے تھے
نواب امراؤ دولہ ہر وقت اپنے ذاتی اثر اور شخصیت کو اُن تردّدات اور خطرات کے
دور کرنے مین استعمال کر رہے تھے۔ عام طور پر زبان زد خاص و عام رہا ہے کہ
اُس وقت نواب امراؤ دولہ کی موجودگی نواب سکندر بیگم کے لئے بڑی تقویت کا
باعث تھی اور اُنھون نے اس موقع پر جو حیرت انگیز کام کئے ہین وہ اُنھین کا حصہ تھا
اُنھون نے جو تدابیر کین اور جسطرح وہ اپنے اثر کو کام مین لائے افسوس ہو کہ اُنکی
تفصیل لکھنے کے لئے میرے سامنے کوئی حوالہ جات موجود نہین کیون کہ وہ دفتر
جس سے ان تمام حالات کا انکشاف ہوتا تلف ہوچکا ہے لیکن بقیہ کاغذات جو کچھ
ملے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب اُن کے اس مطالبہ کو پورا کرنیکے
حامی تھے اور اُنکے نزدیک مصلحت وقت اسی کی متقاضی تھی کہ یہ روپیہ ادا
کر دیا جائے چنانچہ نواب سکندر بیگم نے اُنکے نام ایک خط لکھا کہ :-

"دو ماہہ اس سبب سے نہین دیا جاتا کہ ہمارا اطمینان نہین ہو کہ فوج
ریاست روپیہ لیکر بدستور تابعداری کریگی لیکن اگر تمکو خاص بھوپال
کی فوج سے اطمینان ہو تو اپنی ضمانت سے دو ماہہ کا فیصلہ کرکے دیدو
اور ہمارا اطمینان تم اپنی طرف سے کرو کہ دوبارہ ملازمانِ فوج اتفاق
کرکے نوکری نہین چھوڑین گے اور بدستور تابعداری کرین گے اور
کمان پر جانے اور لڑائی سے عذر نہین کرین گے۔ اور کسی قسم کا فساد

نہین کرین گے"

اس خط کے مطابق نواب امراؤ دولہ نے ذیل کے دو مسودے مرتب کئے جو فوج کے پاس بھیجے گئے۔

(۱)

تمام عہدہ داران و سواران و سپاہیان ملازم فوج ریاست بھوپال کو معلوم ہو کہ جو تم دعوی دو ماہہ ضابطہ اور زر لین کا کہ سرکار مین رکھتے ہو سو اس امر مین جو حق کہ عرض معروض کا تھا مین نے سرکار سے کیا اور آئندہ کو کسی طرح کی بغاوت اور عدول حکمی اور برگشتگی اور صورت فساد اور بلوہ اور اتفاق نہ کرنا واسطے برپا کرنے مفسدہ اور نکرنا عذر اور تکرار وغیرہ نوع بنوع بجا آوری حکم سرکار کے کوئی ملازمان فوج سے نہ ہوگی اور جس وقت کوئی موقع جنگ وغیرہ کا پیش آویگا انشاءاللہ تمام ملازمان فوج بہت جانفشانی اور مستعدی اور نمک حلالی سے جان نثاری مین دریغ نہ کرینگے اور جیسا کہ چاہئے داد شجاعت کی اور دلیری کی دیوینگے اور وقت پر کسی طرح کی طرحداری اور عدم تندہی کوئی ملازم سے نہ ہوگی۔ اس واسطے تمہاری طرف سے مین ضامن ہو کر اقرار کرتا ہون کہ ہم سب طرح سے تمہاری شریک حال ہین کسی طرح کا اندیشہ ہماری طرف سے نہ لاؤ اور بہر صورت خاطر جمع رکھو اور ہم سرکار سے عرض کر کے دو ماہہ ضابطہ اور زر لین کا برابر تم کو

دلوائین گے لیکن تم بھی اپنی طرف سے ایسا اطمینان قرار واقعی میرا کردو کہ سب طرح سے میرا اطمینان ہو جاے کہ مین بھی موافق اُسکے سرکار کا اطمینان کردون اور تم بھی موافق لکھے ہوے اوپر کی کاربند ہو اور ایسا نہووے کہ مین تمہاری طرف سے ندامت اُٹھاؤن جو کچھ بھی تم کو منظور ہووے ویساہی صفائی دل اور صداقت خاطر دل سے کہدینا اور جو کچھ کہ سرکار سے تمہارے مقدمہ مین مین نے تحریر کی ہے وہ بھی تحریر واسطے دکھلانے تمہارے بھیجتا ہون اُس کو تم دیکھ لینا اور جیساکہ خیرخواہی اور محبت میری فوج سے ہے ویساہی سب فوج اپنے دل مین جانتی ہے،،

(۲)

نواب نظیرالدولہ امراؤ دولہ باقی محمد خان صاحب بہادر واسطے ہماری دو ماہہ ضابطہ اور زرلین کے سرکار سے درمیان مین پڑکر زر دو ماہہ ضابطہ اور زرلین کا دلوادین تو آیندہ کو ہم سب ملازمین فوج یہ اقرار کرتے ہین کہ تابعداری اور فرمانبرداری اور جانفشانی اور جان نثاری مین کسی طرح کا دریغ نہ کرین گے اور بجاآوری سرکار کی بخوبی جان ودل سے اور مستعدی اور نمک حلالی سے جیساکہ چاہئے کرین گے اور کسی طرح کی عدول حکمی ہم لوگون سے ہرگز نہ ہوگی اور ہم سب

اتفاق کرکے نوکری نہین چھوڑین گے جنکو ضرورت ایسے وقت مین
ہووے گی وہ نوکری چھوڑیگا اکٹھے ہوکر نوکری نہین چھوڑین گے
اور اگر کوئی شخص ہم مین سے بغاوت اور عدول حکمی وغیرہ کرکے
آپکی ضمانت مین خلل ڈالیگا تو اُس شخص کو ہم بموجب حکم سرکار کے اور
آپکی سرکار کے حاضر کر دیوین گے سرکار اُسکو جو چاہین وہ سزا دیوین
اور جو ہم کو عرض معروض اپنے مقدمہ مین کرنا ہوگا عرضی اُس کی
لکھ کر سرکار مین دیوین گے اور اتفاق کرکے کسی کو بہ زور زیادتی
شریک اپنے نہین کرین گے۔ اور نہ ہم اتفاق سے کسی کی شریک
ہووین گے اور کمان پر سے اُٹھ نہ آوین گے اور آیندہ کو کسی طرح کا
دعویٰ تنخواہ وغیرہ کا سرکار مین کرین تو وہ دعویٰ باطل ہے اور ہم
اُس دعویٰ کرنے والے کو سرکار مین حاضر کر دیوین گے۔ سرکار
اُس کو جو چاہین سزا دیوین۔ اس واسطے یہ چند کلمے بطریق اقرار نامہ
کے از روے قسم قرآن شریف اور گنگا جلی کے سرکار کو لکھ دئے گئے
کہ آیندہ کو سند ہووے اور وقت حاجت کے بکار آوے۔"

ان تحریرون سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ اُن کے تعلقات فوج کے ساتھ
کیسے رہے تھے مگر اِس وقت حالت اسقدر نازک ہوگئی تھی اور مفسدین کے
اشتعالات سے اس درجہ فوج مشتعل تھی کہ اُس نے کچھ اعتناء نہ کیا۔ اکثر مفسدین

یہ کہتے تھے کہ نواب صاحب کو ہم پر حکومت اور انتظام ریاست کرنیکے
لئے خطاب نوابی حاصل نہین ہوا ہے بلکہ وہ برائے نام نواب ہین
اُن کو کیا اختیار حاصل ہے کہ وہ آج ہمارے بیچ مین پڑتے ہین یہ خود
اُن کی نامردی ہے کہ وہ نواب سکندر بیگم کے مطیع ہین اور اُنکے کسی قول و
فعل کا اعتبار نہین ہے۔ یہ محض ایک دہوکا ہے کہ آج اُن کو ہمارے بیچ
مین ڈالا جاتا ہے۔ ایک روز ان باغیون نے نواب سکندر بیگم کے محل پر
حملہ کی تیاریان کین اور نواب سکندر بیگم کو جب اس تیاری کی خبر پھنچی
تو اُن کو بہت تشویش پیدا ہوئی فوراً نواب امرا و دولہ کو بلاکر فرمایا "اسوقت
بجز تمہارے کوئی نہین ہے جو اس ہنگامہ کو فرو کر سکے" نواب صاحب پوری طرح
اطمینان دلاکر بے خوف و خطر اُن بدمعاشون کے مجمع مین گئے اور سرغنہ
لوگون کی طرف مخاطب ہوکر لعنت ملامت کی۔ اُنھون نے یہ جواب دیا کہ "ہم کو
روپیہ دیدیا جاے تو پھر کوئی شکایت باقی نہین رہے گی" نواب صاحب نے کہا
"اچھا تم سب کل صبح کو پریڈ پر جمع ہو روپیہ تقسیم کیا جائیگا" سب نے اسکو منظور کیا۔
اور دوسرے دن مع سرکار کے پریڈ پر گئے۔ سرکار نے پہلے فوج کو مخاطب
کر کے نصیحت فرمائی۔ پھر خود اُنھون نے سپاہیانہ لب و لہجہ مین تقریر کی۔
اِن تقریرون کا فوج پر بہت اچھا اثر ہوا اور پھر حسب وعدہ نواب صاحب نے
روپیہ تقسیم کر دیا۔ اِس کے بعد اور کچھ واقعات پیش آئے اور بیرونجات مین

جہان جہان شورش کے آثار نمودار ہوے اسکی رفع وانسداد مین نواب امراؤدولہ صاحب بہادر نواب سکندر بیگم کے شریک ومعاون رہے۔ وہ نواب سکندر بیگم کی زیر ہدایت ضروری انتظامات کے لئے احکام جاری کرتے اور شب و روز اسی انتظام مین مصروف رہتے۔ روزانہ بیرونجات کی رپورٹون کو سنکر اُن پر مناسب حکم لکھواتے اور عہدہ دارون کو جنکے ذمہ مفصلات کی حفاظت امن تھی ہدایتین بھیجتے اور تاکید کرتے تھے۔ مدار المہام جمال الدین خان صاحب جب حج کو گئے ہوے تھے اور راجہ کشن رام معتمد المہام کو بجز مشورہ مین شریک ہونے کے کوئی جرأت نہین تھی اب صرف نواب صاحب اُسوقت تھے جو اپنی تمام قوت اور اثر سے کام لے رہے تھے۔ ایک طرف تو یہ حالت تھی۔ دوسری طرف جاگیرداران ریاست مین سے عادل محمد خان اور فاضل محمد خان نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اُن کی خواہش تھی کہ نواب شاہجہان بیگم کی شادی اُن کے خاندان مین ہو مگر اس مین مایوس ہو چکے تھے دل مین کدورت رکھتے تھے اب اُن کو اس شورش کے موقع پر حوصلہ پیدا ہوا کہ وہ بغاوت کرکے اپنی کدورتین نکالین۔

رانی جہانسی[1] بھی بھوپال پر حملہ کرنیکا عزم کر چکی تھی۔ ناظرین سمجھ سکتے ہین

[1] اس رانی نے سرکار انگریزی کے ساتھ جو تمرد کیا وہ غدر کی تاریخون مین مفصل مذکور ہے جب اُس نے نواب سکندر بیگم کے اُن انتظامات کا حال اور وفاداری کا تذکرہ سُنا تو اُس نے

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

کہ کیسا نازک وقت تھا اُس وقت صرف نواب امراؤ دولہ بہادر ہی ایک مشیر تھے جو اِن بیگمات کی تسکین و تشفی کرتے تھے اور انسداد شورش کی تدابیر مین مدد دیتے تھے۔ اس موقع پر ذیل مین اُن کے تین پروانون کی نقل درج کی جاتی ہے جو "تزک سلطانی" مرتب کرتے وقت اتفاقاً مجھے دستیاب ہو گئے تھے اِن سے اندازہ ہو گا کہ وہ اس پرشور زمانہ مین کس طریقہ سے کام کرتے تھے اور اُن کی ریاست مین امن و امان قائم رکھنے کی کیسی کوشش و تمنا تھی۔

(۱)

"شرافت و نجابت پناہ، شجاعت و شہامت دستگاہ منشی شمس الدین انصاری بعافیت باشند۔

از ملاحظۂ[۱] عرضی حافظ محمد حسن خان نائب بخشی معروضہ بست و یکم ماہ ذیحجہ ۱۲۷۵ھ واضح شد کہ ہمراہ محمد حسن خان نائب بخشی برعادل محمد خان و ہمراہیانش دوش جنگ نمودہ داد شجاعت و مردانگی وادید خیال

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کئی مرتبہ دہمکیان دین اور ایک مرتبہ پیغام بھیجا کہ تم انگریزون کی خیرخواہی کا بہت دم بھرتی ہو ذرا اس مہم سے فرصت پاؤن تو بھالے سے بھوپال کی خبر لون۔ نواب سکندر بیگم نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا اور کہلا بھیجا کہ سرکار انگریزی کی جان نثاری مین ہمیشہ بھوپال سرگرم و ممتاز رہا ہے اور رہیگا لیکن آپ کے واسطے بھی یہان طمنچے تیار ہین جب دل چاہے تشریف لائیے"

[۱] (ترجمہ) حافظ محمد حسن خان نائب بخشی کی عرضی مورخہ بست و یکم ماہ ذیحجہ ۱۲۷۵ھ ملاحظہ سے گذری جس سے معلوم ہوا کہ تم نے محمد حسن خان نائب بخشی کی ساتھ ہوکر عادل محمد خان اور اُسکے

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

کثرت آن گروہ روبہ شعار نہ کردہ ہزبروار دمار از روزگار شان برآوردید واکثرے را کشتہ وبسیارے را خستہ نمودہ ہزیمت فاش دادید و مال و متاع وسلاح جانوران گروہ خذلان مآل غنیمت آوردید و چھاونی آنہارا بسوختید و شرط نمکخواری و مردانگی کہ شیوۂ ستودہ شعار روزگار و طریقہ برگزیدہ دلیران جلادت شعار است از دست ندادید آفرین صد آفرین برہمت و دلاوری و جرأت و مردانگی ایشان است کہ نزدیک و دور خود را محمود خاطر ما را خوشنود نمودید۔ گنجایش ایشان در دل ما وچند گردید۔ لازم کہ آیندہ برہمین عنوان داد شجاعت و نمک حلالی دادہ باشند و ہموارہ مورد تحسین و آفرین افزایش باشید و پروانہ ہذا بطور سند نیک نامی و خوشنودی خاطر خود دارید فقط غرہ محرم ۱۲۷۶ھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

ساتھیوں سے جنگ کرکے جوہر شجاعت و مردانگی کا اظہار کیا اور دشمن کی کثرت کا کچھ خیال نہ کرکے بہت سوں کو قتل اور زخمی کرکے شکست فاش دی اور انکے مال و متاع، ہتھیاروں اور جانوروں کو بطور مال غنیمت کے حاصل کیا اور انکی چھاونی کو جلا دیا۔ وفاداری اور مردانگی کی صفات دلیران جلادت شعار سے تعلق رکھتی ہین تمہاری ہمت و دلاوری پر آفرین و صد آفرین کہ یہ باتین تم سے ظہور ہین آئین۔ تمہاری جرأت و مردانگی کے کارنامے اس قابل ہین جن سے دور و نزدیک کے لوگ تمہارے نام کی عزت کرین گے اور جنکو سنکر مجھے دلی خوشی حاصل ہوئی

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

(۲)

نقل[۱] عرضی ہذا ذریعہ عرضی ما مورخہ ہشتم محرم ۱۲۷۵ھ اطلاعاً بخدمت جناب
نواب سکندر بیگم صاحبہ دام اقبالہا فرستادہ شود و اصل عرضی نزد لالہ نوبت رائے
رسانیدہ شود کہ شامل مثل دارند و نقل این حکم نزد منشی شمس الدین فرستادہ
نوشتہ شود کہ ایشان با دو بہرہ جوانان سرکاری و محال و تھانہ باتفاق
راے تھانہ دار و عامل آنجا حفاظت و بند و بست قصبہ دہات و سرکوبی
و تدارک مفسدان سازند و حال بدمعاشان و عادل محمد خان ہرچہ معلوم شود

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اور تمہاری دونی وقعت دل مین پیدا ہوگئی۔ لازم کہ آیندہ اسی طرح اظہار وفاداری مین کوشش
کروگے اور دشمنون کو پامال کرنے مین داد شجاعت دوگے اور تحسین و آفرین کے صلے حاصل
کرتے رہوگے۔ اس پروانہ کو جو تمہاری خوشنودی خاطر کا ذریعہ ہے بطور سند نیکنامی اپنے پاس رکھو۔

[۱] اس عرضی کی نقل ہماری عرضی مورخہ ہشتم محرم ۱۲۷۵ھ کے ساتھ اطلاعاً بخدمت جناب نواب
سکندر بیگم صاحبہ دام اقبالہا بھیجی جاے اور اصل عرضی لالہ نوبت راے کو دیدی جاے کہ شامل
مثل رکھیں۔ اس حکم کی نقل منشی شمس الدین کے پاس بھیجکر اُن کو لکھا جاے کہ وہ جوانون کے
دو بہرے اپنے ہمراہ لیکر غیرت گنج جائین اور وہان پہنچکر جوانان سرکاری متعینہ محال و تھانہ
کی مدد سے باتفاق راے تھانہ دار و عامل قصبہ و دہات کی حفاظت کا بند و بست کر کے
مفسدون کی سرکوبی و تدارک مین مصروف ہون۔ نیز عادل محمد خان اور دیگر بدمعاشون کے

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

بذریعۂ عرضی خود مفصل در سرکار نوشته رسانیده باشند و نقل ثانی این
حکم نزد بخشی گردهاری لال فرستاده شود که جوانان دو پهره از بیره رضا حسین
جمعدار همراه منشی شمس الدین روانه غیرت گنج سازید۔ و نقل حکم ثالث
این حکم نزد لاله درگا پرشاد تهانه دار رسانیده نگاشته شود که منشی شمس الدین
را با دو پهره جوانان نزد ایشان رسانیده ایم از جوانان مذکور و جوانان تهانه
و محال بموجب ہدایت احکام سابق و حال حفاظت ملک و مال سرکاری

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

حالات اور کیفیت کی جو اطلاع ملین اُن کو تفصیل کے ساتھ بذریعہ اپنی عرضی کے سرکار مین
لکھتے رہین۔ اس حکم کی دوسری نقل بخشی [لالہ] گردھاری لال کے پاس بھیجکر اُنکو تحریر کیا جاے کہ بیڑہ
رضا حسین جمعدار سے دو بیڑہ جوانان ہمراہ منشی شمس الدین غیرت گنج کو روانہ کئے جائین۔ اس حکم
کی تیسری نقل لالہ درگا پرشاد تھانہ دار کو بھیجی جاے اور لکھا جاے کہ منشی شمس الدین و پہرہ جوانون کے ساتھ
اس غرض سے تمہارے پاس بھیجے گئے ہین کہ جوانان مذکور اور جوانان تھانہ و محال کی مدد سے بموجب ہدایت
احکام سابق و حال حفاظت ملک و مال سرکاری کیجاے قصبہ کی ناکہ بندی، سڑکون اور گھاٹون کا
پورا بند و بست ہو قصبہ اور دیہات کے باشندون اور تمام رعایا کو اطمینان دلایا جاے اور پورا انتظام
اس امر کا کیا جاے کہ بدمعاشون کو تمہارے علاقہ مین گذرنیکی جرأت نہو شب و روز مردانگی کے ساتھ مستعد
اور ہوشیار رہنا چاہئے اور بدمعاشون کی طرف سے کسی قسم کا خوف و ہراس دل مین نہ لانا چاہئے اور خدا کے
فضل و عنایت پر کہ وہی مددگار حقیقی ہے استقلال کے ساتھ ہمیشہ بھروسہ رکھنا چاہئے۔

در عایا و ناکہ بندی قصبہ خاص و انتظام بند و بست شوارع و طرق و گھاٹ ہا

و اطمینان و استمالت رعایاء قصبہ و دہات بخوبی نمایند کہ بد معاشان را

جرأت گذر کردن دران علاقہ نشود و ایشان شب و روز مردانہ وار مستعد و

ہوشیار مانند۔ ہراس و خوف در دل نیارند و بر عنایات و افضال

معاون حقیقی استقلال دارند۔

(۳)

حکم شد ضروری

نقل[۱] عرضی ہذا ذریعہ عرضی ما بخدمت جناب نواب سکندر بیگم صاحبہ

عالیہ ام اقبالہا رسانیدہ شود و نقل حکم ہذا نزد منشی شمس الدین رسانیدہ شود

---

[۱] اس عرضی کی نقل ہماری عرضی کے ساتھ بخدمت جناب نواب سکندر بیگم صاحبہ عالیہ ام اقبالہا بھیجی جاوے اور نقل اس حکم کی منشی شمس الدین کے پاس بھیجکر انکو لکھا جاوے کہ تمہاری عرضی معروضہ ۱۹ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ مقام رائسین سے بد معاشون کی حالات مین آج چار گھڑی دن رہے ہمارے ملاحظہ مین گذری جس سے تمام کیفیت اور حالات معلوم ہوے۔ تم کو چاہیئے کہ اس عرصہ مین جسقدر اطلاعین مفسدون اور بد معاشون کے متعلق تمکو ملی ہین انکو پوری تفصیل اور شرح کی ساتھ اپنی عرضی کے ذریعہ سے سرکار مین عرض کر دو اور جسطرح بھی ممکن ہو تم کو غیرت گنج مین پہنچکر رعایا کی تشفی خاطر اور ملک و مال رعایا کی ہوشیاری سے کے ساتھ حفاظت کرنی چاہیئے اور نظم و نسق سرکاری کا پورا اہتمام و بند و بست رہنا چاہیئے اور حزم و احتیاط و ہوشیاری کا کوئی دقیقہ

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

کہ عرضی ایشان مورخہ نوزدہم [۱۹] ماہ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ سنقام رائسین بمقدمۂ خبر بدمعاشان امروز بوقت باقی ماندن سہ چہار گھڑی روز بملاحظۂ ما رسیدہ کاشف مندرجہ شد لازم کہ درین عرصہ آنچہ خبر بدمعاشان نزد ایشان رسیدہ باشد آن را مفصل و مشرح ذریعہ عرضی خود بہ سرکار معروض دارید و ایشان حتی المقدور بہ نہجیکہ توانند در پرگنہ غیرت گنج رسیدہ خاطر و تشفی رعایا و حفاظت و ہوشیاری ملک و مال رعایا و سرکار و تنظیم و تنسیق آنجا بخوبی تمام دارند و دقیقہ از دقائق حزم و ہوشیاری فرو نہ گذارید و بصورت مسدودی راستہ و نہ رسیدن بکدام صورت بدرجۂ مجبوری در قصبۂ رائسین قیام کنید و بکدام نوعی کہ امینت در راستہ بینید یا از کدام جانب راہ غیرت گنج را از بدمعاشان خالی یابید دران راہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

فرو گذاشت نہ کیا جای اور اگر راستہ بند ہو اور کوئی صورت غیرت گنج پہنچنے کی نہ دیکھو تو بدرجۂ مجبوری رائسین میں قیام کرو اور جب اور جسوقت راہ امن پاؤ اور کسی سمت سے بھی غیرت گنج کا راستہ بدمعاشوں سے خالی دیکھو تو جسطرح بھی ممکن ہو اُسوقت تمکو غیرت گنج پہنچنا چاہئے اسواسطے کہ تمھارا وہان جلد پہنچنا رعایاے غیرت گنج کی تسلی و تشفی اور اطمینان خاطر کے لئے نہایت ضروری ہے اور وہاں پہنچکر نہایت ہوشیاری کے ساتھ ملک و مال رعایا کا ایسا انتظام کرو کہ کسی طرح بھی بدمعاشون کا دخل و گذر اُس علاقہ مین ہونے پائے۔

کہ زور شور بد معاشان یافتہ نہ شود تا بہر نوع کہ بودن تواند خود در ادغیرتگنج رسانید زیرا کہ از رسیدن ایشان موجب تسلی وتشفی رعایاے غیرت گنج منصور است ودر انجابند وبست وانتظام وحفاظت وہوشیاری ملک و مال رعایا وسرکار آن چنان نمایند کہ بوجہ من الوجوہ دخل وگذر بدمعاشان در انجا نہ شود فقط مورخہ نوزدہم ربیع الاول ۱۲۷۵ھ

سیہور[1] مین کنٹنجنٹ نے (جو اب بھوپال بٹالین کے نام سے معروف ہے) پوری طرح تہیہ بغاوت کرلیا تھا اور اِس بغاوت سے نواب سکندر بیگم صاحبہ اور بھی زیادہ پریشان تھین۔ یہان کے انتظام مین بھی نواب صاحب کا بہت کچھ دخل تھا اور بخشی مروت محمد خان کو جو چھاونی سیہور کے انچارج تھے یہ حکم لکھدیا تھا کہ کنٹنجنٹ کی فوج کے متعلق یہ قاعدہ رکھا جاے کہ برطرفی اور اخراج عوض خدمت اور فروخت آسامی سواران کی عرضی ہمارے نام لکھی جاے اور اسپر جو حکم باتفاق راے نواب نظیر الدولہ بانی محمد خان صاحب بہادر لکھا جاے اُس کے مطابق کارروائی کی جایا کرے۔ ہر حکم مین نواب صاحب کی شرکت راے کو اُنھون نے لازمی قرار دیا تھا

---

[1] یہ قصبہ اور چھاونی لب ندی سیون بھوپال سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر جانب مغرب واقع ہے چھاؤنی مین فوج کنٹنجنٹ اور پولٹیکل ایجنٹ کا قیام ہے اور قصبہ مین ریاست کی تحصیل ہے +

اسٹیٹ کونسل کی ممبری

۱۲۸۰ھ مین جب نواب سکندر بیگم حج کو گئین تو اُنھون نے انتظام ریاست کے لئے ایک کونسل قائم کی تھی جس مین مدار المہام جمال الدین خان۔ معتمد المہام راجہ کشن رام۔ نواب امراؤ دولہ۔ اور نواب شاہجہان بیگم کو اراکین منتخب کیا تھا لیکن چونکہ نواب شاہجہان بیگم ولیعہد ریاست تھین اسلئے اعلیٰ اختیارات اُن ہی کو دئے گئے تھے۔ اِن سب کے متعلق مشترک اور منفرد طور پر ریاست کے انتظامات کی ذمہ داری تھی۔

کونسل کا عام نظام اس طرح تھا کہ فوج کا کام جسقدر بخشی مُرشد محمد خان بہادر نصرت جنگ انجام دیتے تھے وہ بدستور اُن کے سپرد رکھا گیا لیکن جو فوجی احکام روبکاری سے صادر ہوتے تھے اُنکا اختیار نواب شاہجہان بیگم کو تھا مگر اہم معاملات مین نواب امراؤ دولہ اور معتمد المہام کا مشورہ بھی ضروری تھا فوجی درباروں کا انعقاد، رپورٹون کا سننا، سپاہیون کی حاضری وغیرہ نواب امراؤ دولہ کے ذمہ تھی، ڈاکوؤن کا تعاقب یا بدمعاشون وغیرہ کی گرفتاری یا کسی مہم پر یا سرکار انگریزی کے لئے فوج کی روانگی کا اختیار نواب شاہجہان بیگم کو دیا گیا تھا جس مین مدار المہام، معتمد المہام اور نواب امراؤ دولہ کا مشورہ ضروری تھا

اُن کارروائیون مین جو رزیڈنسی، ایجنسی، یا گورنمنٹ سے متعلق ہون نواب امراؤ دولہ کا مشورہ حاصل کرنا ضروری تھا، اس زمانہ مین نواب صاحب نے اس طریقہ سے اپنے فرائض کو ادا کیا کہ کسی شخص کو مطلق شکایت کا موقع نہین ملا +

درباروں کی شرکت اور مشہور مقامات کی سیر

نواب صاحب مختلف اوقات مین نواب سکندر بیگم کی ہمراہ دربار جبلپور، الہ آباد، آگرہ مین شریک ہوا اور اُنکے ساتھ ہندوستان کی مشہور مقامات بنارس، لکھنؤ، کانپور، متھرا، جبلپور، گوالیار، وغیرہ کی سیر کی۔ یہ دربار بڑی عظمت و شان کی تھے جبلپور مین لارڈ کیننگ نے ۱۸۶۱ء مین ایک بڑا دربار منعقد کیا تھا، قرب و جوار کے والیان ملک اور روسا جمع تھے نواب سکندر بیگم کو پرگنہ بیرسیہ کی سند تملیک عطا کی گئی تھی اور لارڈ کیننگ نے اپنی تقریر مین خیر خواہی غدر کا خاص طور پر تذکرہ کیا تھا پھر نومبر ۱۸۶۱ء مین الہ آباد کا دربار منعقد ہوا تھا جس مین نواب سکندر بیگم، مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیا بہادر، مہاراجہ پٹیالہ اور نواب صاحب بہادر رامپور کو نائٹ بنایا گیا تھا۔

پھر ۱۸۶۳ء مین بمقام آگرہ ہز اکسیلنسی وائسرائے نے سرداران ہند کا ایک خاص دربار منعقد کیا تھا جسمین ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریہ کے ترقی تمدن کا پیغام سنایا گیا تھا اور ترقی تمدن و حسن انتظام کی بابت توجہ دلائی گئی تھی۔

سفر حج اور سفر آخرت

نواب امراؤ دولہ کا ارادہ سرکار خلد نشین کی واپسی کے بعد فوراً ہی بیت اللہ جانیکا تھا سرکار کو بھی اس کی اطلاع دیدی تھی سرکار نے بھی اجازت عطا کر دی تھی اور لکھا تھا کہ :-

"تم سفر حج کے تمام سامان سے تیار رہو اور جن مدارج کی درستی تم کرنا چاہتے ہو میرے نام کا خط لکھکر راجہ کشن رام کی معرفت بذریعہ بھوانی پرشاد وکیل میجر اسپرن صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال سے کل امور طے کرلو اور سفر کے لئے مستعد رہو جب ہم بمبئی مین داخل ہون تو تم وہین موجود ملنا یہان تمھارے لئے جہاز کا بندوبست کردیا جائیگا اگر تمکو جہاز کا بندوبست کرنا خود منظور ہو تو بمبئی مین پہلے جہاز کا بندوبست کر رکھنا آٹھ دس روز کے بعد تم رخصت کردئے جاؤ گے"

لیکن کچھ ایسے اتفاق پیش آئے اور اُنکی والدہ بھی سخت بیمار ہوگئین کہ اُس وقت نواب صاحب نہ جاسکے پھر ایک سال کے بعد ۱۲۸۲ھ مین گئے۔ نواب صاحب ۲ رمضان کو بھوپال سے روانہ ہوئے اُن کو ضعف معدہ کی عرصہ سے شکایت تھی اور کبھی کبھی بخار اور استفراغ کی بھی شکایت

ہوجایا کرتی تھی۔ جھاگریہ تک جو بھوپال سے چند میل کے فاصلہ پر جانب مغرب ایک
موضع ہے اچھے رہے لیکن وہان سے آگے پھر بخار اور استفراغ مین مبتلا ہوگئے
اسی وجہ سے راستہ مشکل ہوگیا اور ۱۲۔ روز مین ہردہ جہان کا منزل بمنزل
پانچ چھ روز کا راستہ ہے پہنچے سرکار خلد نشین کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اُن کو
یہ خیال پیدا ہوا کہ حج مین صرف دو مہینے باقی ہین اگر نواب صاحب کی یہی حالت
رہی تو دو مہینے مین بمبئی بھی نہین پہنچ سکتے اسلئے اُنھون نے میجر اسپرن صاحب
پولیٹکل ایجنٹ کو لکھا کہ آپ برہان پور مین کمشنر صاحب کو لکھدیجئے کہ جب نواب صاحب وہان
پہنچین تو اُن کو فہمائش کرکے بھوپال واپس بھیجدین بعد بارش سال آیندہ
اُن کو رخصت کردیا جائے گا اور سال بھر کی مدت مین وہ آسانی سے حج
کرآئین گے۔ اِس مراسلہ کے موصول ہونے پر خود ایجنٹ صاحب نے نواب
صاحب کو خط کے ذریعہ سے واپسی کی فہمائش کی لیکن نواب صاحب نے
ارادہ حج ملتوی نہین کیا اور بہت جلد بمبئی پہنچ گئے وہان سے جہاز پر سوار ہوکر
۵ ذی قعدہ ۱۲۵۲ھ کو جدہ پہنچ گئے۔

سفر کی تکان وغیرہ کی وجہ سے مرض زیادہ بڑھ گیا مگر حج کے دن قریب تھے
اس وجہ سے نواب صاحب نے علاج نہین کیا۔ مناسک حج ادا کرکے مدینہ منورہ
گئے وہان گرمی سے طبیعت زیادہ بگڑ گئی پھر مکہ معظمہ واپس آگئے اور حکیم
ملا نواب صاحب کو خط لکھا کہ اگرچہ میری طبیعت زیادہ علیل ہے لیکن چونکہ

علاج دشوار ہے اسلئے ارادہ ہے کہ ہندوستان چلا آؤن اُنھون نے جواب
دیا کہ ایسی حالت مین ہندوستان جانا کسی طرح مناسب نہین ہے آپ دو
ایک مہینے کے لئے طائف مین آکر قیام فرمائین مین نے بعض علاج سوچے ہین
امید ہے کہ اُن سے آرام ہو جاے۔ چونکہ اُس وقت کوئی جہاز ہندوستان کو
جانے والا ابھی نہین تھا اور بعض دوستون نے بھی یہی صلاح دی اس لئے
مجبوراً طائف چلے گئے وہان اپنے ایک افغانی اُستادزادہ کے یہان جو
ہجرت کرکے ہندوستان سے چلے گئے تھے مقیم ہوے اور حکیم ملا نواب صاحب
کا علاج شروع کیا دس بارہ روز تک حالت بدستور رہی لیکن پھر ماءالجبن کے
استعمال سے بخار آنے لگا اور قریباً چار مہینے اسی حالت مین گذرے تقریباً
۵۰ مسہل لئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آخر حکیم ملا نواب صاحب ہی کے ہمراہ مکہ
چلے آئے یہان ایک اور جدید مرض پیچش مین مبتلا ہو گئے اس سے ضعف و
نقاہت زیادہ بڑھ گئی۔ اِن کا ارادہ تھا کہ مکہ معظمہ مین آیندہ موسم حج تک مقیم رہین
اور دوسرا حج کرکے واپس جائین مگر سرکار خلد نشین نے تاکید کی کہ فوراً چلے آئین
اسلئے دوسرے حج کا ارادہ ملتوی کر دیا اور اسی ضعف و نقاہت کی حالت مین
تخت کی سواری پر جدہ واپس آے یہان بعض لوگون نے حالت دیکھکر
مشورہ دیا کہ چند دن مصر مین ٹھیرین وہان کی آب وہوا سے یقیناً فائدہ ہوگا
اسلئے جدہ سے مصر چلے گئے کچھ روز یہان قیام کیا لیکن یہان بھی مطلق فائدہ نہ ہوا

آخر وہان سے ہندوستان چلے آئے بمبئی پہنچکر سرکار کی خدمت مین عرضی
بھیجی کہ مین یہان زندہ وسلامت پہنچ گیا ہون لیکن اسقدر طاقت نہین ہے کہ
کہ ریل پر سوار ہوسکون سرکار نے فوراً بخشی مروت محمد خان کو نواب صاحب کے
لینے کے لئے بھیجا اور تاکید کر دی کہ نواب امراؤ دولہ بیمار ہین اور کوئی آدمی ایسا
نہین ہے جو بمبئی سے اُن کو آرام و آسایش کے ساتھ لاسکے اسلئے تم راستہ کے
آرام کا بندوبست کرکے نواب صاحب کو باسائش لے آؤ بخشی صاحب بمبئی
روانہ ہوے لیکن اُن کے پہنچنے سے پہلے اُن کے دونون لڑکون میان لطیف محمد خان
اور میان مجید محمد خان نے انتظام کر لیا تھا اسلئے نواب صاحب بمبئی سے روانہ
ہوچکے تھے ۱۲ ذی قعدہ ۱۲۸۳ھ کو کھنڈوہ آے اُسوقت یہین تک ریل بھی تھی
سرکار کو اپنے کھنڈوہ تک پہنچنے کی اطلاع دی سرکار نے فینس اور کہار کھنڈوہ
بھیجدئے ، نواب صاحب بسواری فنیس منزل بمنزل ۲۲ ذی قعدہ کو رات کے
دو بجے سکندر آباد[1] مین پہنچے۔ سفر کی تکالیف سی بخار بہت شدید ہوگیا تھا گھبراہٹ
اور بے چینی بہت تھی اس حالت سے نواب صاحب بھی مایوس ہوگئے تھے۔
سکندر آباد ہی مین اُنکا قیام مناسب سمجھا گیا اور سرکار نے ڈاکٹر حبیب اللہ
کو علاج کے لئے مامور کیا والدہ ماجدہ (نواب شاہجہان بیگم) بھی وہان
گئین اُس وقت میری عمر (۹) سال کی تھی جدہ مکرمہ (نواب سکندر بیگم)
نے مجکو بھی والدہ کے ہمراہ جانے کی اجازت دی کیونکہ مین بالکل اُنھین کے پاس

[1] سکندر آباد بھوپال سے جانب مغرب ۴ کوس کے فاصلے پر ایک موضع ہے۔

رہتی تھی اور اُنھین کی اجازت سے کھین جاتی تھی، جب وہ حج کو جا رہے
تھے اسوقت بھی مین اپنی والدہ کے ہمراہ چھیپا نیر تک پہنچانے گئی تھی اُن کا
خوبصورت چہرہ اور لحیم و شحیم بدن میری آنکھون کے سامنے تھا اب ایسی
نحیف حالت دیکھکر اُن کو بالکل نہ پہچان سکی لیکن جب اُن کے قریب گئی تو
اُنھون نے بے اختیاری کے ساتھ دونون ہاتھ گلے مین ڈال کر بے اختیار
رونا شروع کیا اُس وقت مین اُنکو پہچان سکی والدہ ماجدہ (نواب شاہجہان بیگم)
کے سامنے رو رو کے بہت یاس انگیز باتین کرتے تھے اور تمام سرگذشت
اپنی بیماری اور علاج و تکالیف کی بیان فرماتے تھے جسکو سُنکر رقت طاری
ہوتی تھی ایک روز صبح کے وقت فرمانے لگے کہ

"میرے پاس کوئی چیز اس قابل نہین کہ سلطان جہان بیگم کو دون
جو کچھ ہے اُنکی نانی اور اُنکی والدہ کا ہی دیا ہوا ہے البتہ ایک باغ
ہے جسکو بہت شوق سے مینے بنایا تھا اُسکا کاغذ لکھدون گا اور جب
مرجاؤن تو اُس باغ مین اگر چاہو تو مجھے دفن نہ کرنا کیونکہ باغ مین قبر
ہونے سے ایک قسم کا ملال ہوتا ہے کسی اور زمین مین دفن کردینا"

پھر والدہ ماجدہ سے کہنے لگے کہ "یہ لڑکی تمھاری بیٹی کہو تو یہ ہین اور غلام کہو تو یہ ہین"
غرض ایسی ہی حسرت و مایوسی کی باتین کرتے تھے جب ذرا تکان سفر کی کمی ہوئی
اور آرام کرنے سے مرض مین کچھ افاقہ معلوم ہوا تو نواب سکندر بیگم نے اُن کو

بھوپال ہی مین بلوالیا اور غور و فکر سے اُنکا علاج کیا جاتا تھا، سات حکیم معین فرمائے تھے جو باری باری سے پاس رہا کرتے تھے اور ہر وقت اُنکی مزاج کی کیفیت لکھکر سرکار کی خدمت مین بھیجا کرتے تھے۔ سرکار اُنکی بیماری سے سخت فکرمند تھین اور اُنھون نے علاج مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا جسقدر امکانی کوششین تھین سب کرلی گئین لیکن موت کا کوئی علاج نہین نواب صاحب کا مرض بڑہتا گیا آخر آخر مین دو تین تولہ خوراک رہ گئی تھی وہ بھی ہضم نہین ہوتی تھی جب یہان کے حکیمون کے علاج سے کوئی نفع نہین ہوا تو نواب صاحب نے سرکار کو لکھا کہ یہان چند طبیب علاج کے لئے ہردم حاضر رہتے ہین لیکن اگر حکیم محمد اعظم خان بھی اندور سے بُلوائے جائین تو مناسب ہے سرکار نے فوراً اُنکی طلبی کے لئے صاحب پولٹیکل ایجنٹ سیہور کو لکھا مگر وہ آنے بھی نہ پائے اور نواب صاحب نے بتاریخ ۱۲ صفر ۱۲۸۴ھ داعی اجل کو لبیک کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط انکے ہر دو صاحبزادون میان لطیف محمد خان اور میان مجید محمد خان کی خواہش کے مطابق اپنے باغ مین دفن کئے گئے۔

نواب صاحب کی وفات سے نہ صرف اُنکے پس ماندگان اور نواب سکندر بیگم کو صدمہ ہوا بلکہ ریاست کے کُل اہلکاران اور تمام رعایاے بھوپال کو دلی رنج و صدمہ ہوا اور اُنکے انتقال پر ہر جگہہ افسوس کیا گیا۔

حصۂ دوم

ذاتی اوصاف اور اخلاق و عادات

نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر بہت سے کمالات اور خوبیون کا مجموعہ تھے
قدرت نے اُنکو مردانہ حُسن سے مزین کیا تھا وہ ایک شاندار جوان تھے لمبے لمبے
قد، جسم فربہ اور رنگ سرخ و سپید تھا اُنکی خوبصورتی کی حالت اُنکے فوٹو سے
ظاہر ہو گی اسلئے زیادہ وضاحت کی ضرورت نہین۔

جسمانی طاقت و قوت نواب امراؤ دولہ بہادر کو خدا نے جسطرح غیر معمولی حسن کی
دولت عطا فرمائی تھی اُسی طرح وہ حیرت انگیز جسمانی قوت و توانائی مین بھی
یکتا تھے۔ ۱۸ برس کے سن سے اُنکو ورزش کا شوق تھا اس سے اُنکی خداداد
طاقت مین غیر معمولی اضافہ ہو گیا تھا روزانہ صبح کو ورزش کیا کرتے تھے، اُنکی
مگدرون کا وزن ۳۰ سیر کا تھا جنکو نواب صاحب بہادر دو تین گھنٹہ تک برابر
ہلاتے رہتے تھے بھوپال مین یہ روایت مشہور ہے اور مین نے اکثر اپنی والدہ سے
بھی یہ قصہ سُنا ہے کہ ایک مرتبہ شکار کو گئے وہان ایک نیل مارا ہاتھی پر سوار تھے

چند شخصون نے نیل کو اُٹھا کر پچھلی ٹانگونکی طرف سے اوپر کیا مگر اُنھون نے ایک ہاتھ سے پکڑ کر اُٹھا لیا۔ کنوئین کی موٹھ کو ہاتھ سے کھینچ لینا اُنکی طاقت کا ادنی کرشمہ تھا۔ زبردست سے زبردست بھینسے کو اُنھون نے تلوار کے ایک ہی وار سے دو ٹکڑے کر دیا ہے۔

وفات سے تھوڑی مدت پہلے جب اُنکو کسی قدر نقاہت محسوس ہوئی تو اپنی طاقت آزمانے کے لئے ایک بھینسے پر تلوار ماری اُسکے صرف دو اُنگل تسمہ باقی رہ گیا اُسپر اُنکو بہت صدمہ ہوا کہنے لگے اب ہمارے دن قریب آگئے چند روز کے اور مہمان ہین۔ اسی طرح اُنکے زور اور طاقت کے بہت سے قصے مشہور ہین۔

خوراک — خوراک بہت اچھی تھی مشہور ہے کہ کثرت کے بعد اُنکا معمول تھا کہ آٹھ سیر دودھ جو اونٹتے اونٹتے ربڑی کیطرح ہوجاتا تھا پیا کرتے تھے۔ والدہ فرماتی تھین کہ اس ہی ثقالت سے دردِ معدہ کا مرض شروع ہوا۔

فنون سپہ گری مین کمال — نواب امراُؤ دولہ صاحب بہادر نے فنون سپہ گری کی تعلیم اپنے خاندان مین پائی تھی گتکہ پھلی اور علی مدد امیر علی اُستاد سے جو اِس فن مین بہت نامی اُستاد تھے سیکھی تھی اور اِس مین اُنکو بہت اچھی مہارت تھی، بندوق کا نشانہ بہت اچھا لگاتے تھے۔

پیراکی — پیراکی مین اُنکو کمال تھا، بھوپال مین اکثر پیراک آئے مگر اُن کا

کوئی مقابلہ نہین کرسکا، ایک خاص کمال اُنمین یہ تھا کہ پانی کے اندر کامل ایک گھنٹے تک دم سادہی ہوی بیٹھے رہا کرتے تھے۔

شجاعت و بہادری

شجاعت و بہادری اُونکی نمایان صفت تھی اور اس صفت مین وہ اپنے نامور باپ کے کامل نمونہ تھے وہ جب نائب سپہ سالاری اور اسکے بعد سپہ سالاری کے عہدہ پر سرفراز ہوے ہین اُسوقت بھوپال کی خانہ جنگیون کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اسکے بعد جو لڑائیان ہوئین اُن مین نواب امراؤ دولہ صاحب کو شرکت کا موقع نہین ملا صرف آشٹہ کی جنگ مین جب اُنکا عنفوان شباب تھا اپنے والد کے ساتھ شریک ہوے ہین اُس مین اُنھون نے اپنی شجاعت و بسالت کے خوب جوہر دکھاے اور ہر معرکہ مین نہایت استقلال او ثابت قدمی سے لڑے۔

جرأت و ہمت

نواب صاحب کو شکار کا خصوصاً شیر کے شکار کا بہت شوق تھا جو وقت فرصت اُنکو ملتا تھا اُسکو وہ شکار مین صرف کرتے تھے، ایک مرتبہ اپنے بھائی صدر محمد خان کے ساتھ شکار کو گئے وہان ہانکہ کرایا دونون بھائی ہاتھی پر سوار تھے ہانکہ سے ایک شیر نکلا نواب صاحب نے اُسپر بندوق چلائی شیر زخمی ہو گیا ہتھنی شیر کو دیکھکر بھاگی اُسکے دفعتاً بھاگنے سے صدر محمد خان گر پڑے، شیر بالکل قریب تھا نواب صاحب اپنے بھائی کو گرتے دیکھکر اُنھین کے ساتھ خود بھی کود پڑے اور صدر محمد خان کو اُٹھا لیا اس واقعہ سے ایک تو نواب صاحب کی جرأت و ہمت کا ثبوت ہوتا ہے دوسرے اپنے بھائی کے ساتھ دلی محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

استقلال و عفو کی مثال

نواب صاحب کی جرأت و استقلال اور عفو و درگذر کے
ذیل مین یہ واقعہ خاص طور پر قابل بیان ہے کہ شورش غدر کے زمانہ مین جب
فوج بھوپال زرلین اور دو ماہہ کا نواب سکندر بیگم سے تقاضہ کر رہی تھی اور قریباً
شہر کے تمام بیڑے والے اور رسالے کے آدمی ملازمت چھوڑ کر آمادۂ بغاوت ہوگئے
تھے اور شہر مین طرح طرح کی بدمعاشیان اور شرارتین شروع کر دی تھین، ایک روز
اِن بدمعاشون نے سرکاری محل پر حملہ کی تیاری کی اور سب اس ارادہ سے
ایک جگہ جمع ہوے سرکار کو سخت تشویش ہوئی اُسی وقت نواب صاحب کو بلاکر
کہا کہ مین نے بیٹی دے کر تمکو بیٹا بنایا ہے تمہارے سوا کوئی نہین ہے جو اس ہنگامہ
کو فرو کرے نواب صاحب نے سرکار خلد نشین کی تسلی و تشفی کی اور اُنکو اطمینان
دلایا کہ آپ اپنے دل مین ذرا سا بھی خوف و اندیشہ نہ لائین اور خود محل سے باہر آکر
بدمعاشون کی جماعت کی طرف چلے؛ اگرچہ فوج کے دو چار بدمعاش نواب صاحب کے
قتل کا بھی ارادہ رکھتے تھے مگر اُنھون نے اپنی جان کا کچھ خوف نہین کیا اور بلا کسی
ہراس اور اندیشے کے باغیون کی جماعت مین گھستے ہوے چلے گئے۔ نواب صاحب کا
اسقدر رعب و داب تھا کہ کسی کی جرأت نہین ہوئی کہ اُنکی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی دیکھ
سکے۔ نواب صاحب نے افسرون کے پاس پہونچکر اُنکو نہایت سخت لب و لہجہ مین
بہت لعنت و ملامت کی افسرون نے کہا کہ اگر زرلین اور دو ماہہ دیدیا جاے
تو پھر ہمکو کوئی شکایت نہین ہے۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ اگر تم روپیہ ہی لینا چاہتے ہو

تو تم سب پریڈ پر جمع ہو کل صبح تم کو روپیہ تقسیم کر دیا جاے گا دوسرے روز
صبح کو نواب صاحب پریڈ تشریف لے گئے وہان سب لوگ جمع تھے نواب صاحب
نے سب سے کہا کہ جو لوگ نواب سکندر بیگم صاحبہ کے خیرخواہ رہنا چاہتے ہین
وہ علیحدہ ہو جائین اور جو نہین چاہتے وہ کھڑے رہین یہ سُنکر کچھ لوگ علیحدہ کھڑے
ہو گئے اُنکے دیکھا دیکھی رفتہ رفتہ سب لوگ علیحدہ ہو گئے صرف ایک سِکھ اپنی
جگہ پر کھڑا رہا نواب صاحب نے سب کو روپیہ تقسیم کیا اُس سِکھ کی طرف کچھ خیال
بھی نہین کیا، دوسرے روز وہی سِکھ نواب صاحب کے قتل کے ارادہ سے تلوار
کمر سے باندھکر اور ہاتھ مین ایک طفنچہ لیکر محل پر آیا اور اندر گھسنے لگا سنتری نے
روکا مگر وہ نہین رُکا اور گھستا ہوا اندر صحن مین چلا گیا، نواب صاحب مُنھ دھو رہے تھے
غل شور کی آواز سُنکے ہاتھ کا رومال سر سے باندھکر باہر نکل آئے اور سکھ سے للکار کر
پوچھا کہ کیا چاہتا ہے اُس نے گستاخانہ لہجہ مین جواب دیا کہ تم نے بالکل انصاف
نہین کیا، یہ الفاظ اُس نے اسطرح کہے کہ اسکا تھوک اُڑکر نواب صاحب پر گرا نواب صاحب
نے غضبناک طور سے کہا کہ مردود ہم سے گستاخی کرتا ہے یہ الفاظ نواب صاحب نے
ایسے رعب دار آواز مین کہے کہ سکھ کے ہاتھ پیرون مین رعشہ پیدا ہو گیا، مُنھ مین
پانچ گولیان رکھے ہوے تھا وہ گولیان گر پڑین اور ایسا حواس باختہ ہوا کہ جس
ارادہ سے آیا تھا سب بھول گیا، نواب صاحب نے اکبر خان نامی ایک سپاہی کو
آواز دی کہ اِس مردود کی مشکین باندھ لو اکبر خان نے آکر اُسکی مشکین باندھین

اور ہتھیار وغیرہ چھین لئے نواب صاحب نے اُسے کوتوالی بھیجدیا رات کو پہرہ دار
کی غفلت سے وہ سکھ حوالات سے نکل کر بھاگ گیا، صبح جب اُسکی فراری کی
خبر ہوئی تو فوراً گرفتاری کے لئے سوار دوڑائے گئے حُسن اتفاق سے ایک
پہاڑی کے نیچے روٹی پکاتا ہوا مل گیا سوار اُس کو گرفتار کر کے لے آئے
نواب سکندر بیگم کی روبکاری مین پیش کیا گیا اُنھون نے حکم دیا کہ اِسکو
قتل کر دیا جائے نواب صاحب اُسوقت موجود تھے اگر وہ چاہتے تو اس حکم کی
وہ بھی تائید کرتے مگر برخلاف اِسکے اُنھون نے سفارش کی اور اُسکا قصور معاف
کرادیا سرکار نے بھی نواب صاحب کی سفارش پر لحاظ فرماکر اُس سکھ کو چھوڑ دیا۔

خیرخواہی اور وفاداری کا جوش ریاست کی خیرخواہی اور وفاداری نواب صاحب کی موروثی
صفت تھی، اُنکی تمام عمر ریاست کی خیرخواہی مین بسر ہوئی اور یہ اُنکی زندگی کی
خاص خصوصیت تھی جب نواب صاحب کی نواب شاہجہان بیگم صاحبہ (خلد مکان)
سے شادی ہوگئی اور وہ نوابی کے مرتبہ پر پہونچ گئے اُس وقت اُنکو بہت سے
موقعے ملے اور اغوا کا سامان بھی بہت کچھ موجود تھا اگر نواب صاحب چاہتے
تو ریاست مین بہت سی مشکلات پیدا کرنے کا باعث ہوسکتے تھے لیکن
نواب صاحب اپنے اسلاف کی پیروی سے کبھی منحرف نہین ہوئے اور
جادۂ وفاداری سے کبھی باہر قدم نہین رکھا۔ زمانہ غدر مین بعض کوتاہ اندیش
حُسّاد نے سرکار خلد نشین کو مخفی مین رپورٹ کی تھی کہ فوج نے زرلین اور دو ماہہ کا

نواب امراؤ دولہ صاحب ہی کے ایما و اشارے سے کیا ہے لیکن سرکار خلد نشین خوب سمجھتی تھین کہ اگر نواب صاحب کا ذرا بھی ایما ہوتا تو فوج خود نواب صاحب کی جان کی خواہان نہ ہوتی جنکا قابل وثوق ذرائع سے سرکار خلد نشین کو علم ہو چکا تھا اسلئے اُنھون نے اس رپورٹ پر خیال بھی نہین کیا اور برابر اُنھین سے اس معاملات شورش مین صلاح و مشورہ لیتی رہین اور نواب سکندر بیگم کو اُن پر ہر قسم کا اعتماد حاصل تھا یہان تک کہ وہ دورۂ ریاست کے زمانہ مین بھی نواب صاحب کے قیام شہر کو اپنے اطمینان کا باعث جانتی تھین۔

ایک مرتبہ جب سرکار دورہ مین تھین تو نواب صاحب نے اپنی جاگیر کے دورہ کا قصد کیا اور اجازت چاہی تو جواب مین تحریر فرمایا کہ ہم خود محال دو راہہ کا اور آج سے آٹھ روز بعد سیہور کی واپسی کا ارادہ رکھتے ہین۔ حافظ محمد حسن خان صاحب نائب بخشی اس اثنا مین غلام مخدوم خان کی ملاقات کو ہمارے ہمراہ جائینگے ایسی صورت مین اُنکی واپسی پر تمھارا بھوپال سے جانا مناسب ہوگا یکایک مین تمھارا جانا قرین مصلحت نہین سمجھتی کیونکہ انتظام بھوپال کی طرف سے تردد رہے گا اور تمھارا بھوپال مین نہ موجود ہونا بے اطمینانی کی صورت ہے۔

نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کو بھی نواب صاحب پر اسقدر اعتماد تھا کہ جب فوج نے زرلین اور دو راہہ کا جھگڑا برپا کیا تو اُنھون نے یہی نواب سکندر بیگم کو مشورہ دیا کہ برخوردار امراؤ دولہ کے سپرد کل انتظام کیا جائے اور اُنکی پوری خاطر اور دلجوئی رکھی جائے

نواب سکندر بیگم نے اُن کو اطمینان دلایا کہ مین نواب نظیر الدولہ بہادر کی اتفاق سے بند و بست کرتی ہون۔

غرض کہ نواب سکندر بیگم نے جن مصلحتون کی بنا پر نواب شاہجہان بیگم صاحبہ (خلد مکان) کی شادی نواب صاحب سے کی تھی وہ مصلحتین پوری ہوئین اور نواب صاحب نے اپنے آپ کو ہر طرح سرکار کے اعتماد کے قابل ثابت کیا اور نہ صرف یہ بلکہ نواب صاحب سرکار کی اطاعت و فرمانبرداری مثل ایک سعادتمند فرزند کے کرتے رہے اور ہمیشہ اُنکے ہر حکم کی تعمیل کو اپنا فخر سمجھا۔

یہ تو ظاہر ہے کہ نواب صاحب کا خلوص، اُنکی عقیدت، اور صفات ذاتی کی بنیاد پر یہ رشتہ قائم ہوا تھا نواب سکندر بیگم نے جب اُن مین وہ تمام خوبیان پائین جو نواب کنسرٹ (شوہر رئیسہ) یا ایک ایسے حکمران کے لئے لازمی تھین اُنھون نے انتخاب کیا اسلئے نواب صاحب کی دو جداگانہ حیثیتین اُنھون نے بھی قائم رکھین وہ ایک طرف اُنکے ساتھ بحیثیت داماد کے جو بجاے فرزند کے ہوتا ہے شفقت بادر آنہ کرتی تھین اور دوسری طرف اُنکے اعلیٰ صفات کی قدردان تھین اور اس ازدواج کے ساتھ اُنکو مخلوط نہین کرتی تھین، اور مین سمجھتی ہون کہ نواب صاحب کا یہ ایک بہت بڑا افتخار تھا۔

ایک مرتبہ نواب صاحب اور نواب شاہجہان بیگم مین شکر رنجی ہوگئی تھی اور نواب صاحب چند روز کے لئے بھوپال سے چلے جانے کے لئے آمادہ ہوگئے تھے

اگرچہ نواب سکندر بیگم کی فہمائش سے یہ رنجش دور ہوگئی جو محض معمولی تھی لیکن جب وہ حج کو جارہی تھین تو اُنکو خیال ہوا کہ مبادا اُنکی غیبت مین کوئی اور جھگڑہ پیدا ہوا ور طول کھینچ جاے جیسا کہ خود اُنکے اور نواب جہانگیر محمد خان کے مابین ہوا تھا اسلئے اُنھون نے نواب صاحب کی آیندہ زندگی کے متعلق بھی ازراہ دوراندیشی انتظام کردیا تھا اور نہایت آزادی کے ساتھ اپنی راے ظاہر کردی تھی جس کو اُنھون نے اپنے خط موسومہ نواب صاحب مین لکھا تھا کہ۔

اگر وہ تمھارا کہنا نہ مانین تو آخر درجہ مین صاحبہ موصوفہ سے قطع تعلق کردینا۔ اگر صاحبہ موصوفہ تمھاری جاگیر سے تعرض نہ کرین اور بدستور بحال رکھین تو تم اپنی جاگیر پر قناعت کرنا اور اگر اس ریاست مین رہنا تمکو منظور ہووے تو تم اپنے جاگیر کے مکان مین رہکر اپنی جاگیر کا بندوبست رکھنا اور حسب شستہ سرداران بھوپال کی خیرخواہی ریاست مین توجہ کامل رکھنا اور اگر یہان رہنے مین تمکو کوئی طرح کا شک اپنا اور رنج معلوم ہووے تو جہان چاہو وہان رہنا مطابق جمع تمھاری جاگیر کے نقدی تمھاری ریاست سے پہونچا کرے گی اور تمھارے متعلقین اور بچون کا بندوبست جو سرداربی بی کی شکم سے ہین حسب دستور قدیم اس ریاست کے رہے گا آیندہ وہ جیسی خیرخواہی کرتے جائین گے اُنکی معاش کے تغیر و تبدل مین حاکم وقت کو

اختیار رہے اور مین نے انتظام بندوبست ریاست کے مقدمات
مین نواب شاہجہان بیگم کی گفتگو مین لکھدیا ہے"

علمی ذوق | نواب صاحب نہ صرف ایک سپاہی تھے بلکہ وہ بہت بڑے علم دوست اور ہنر پرور بھی تھے، طب کا اُنکو بہت شوق تھا اور اِس فن مین اُنکی معلومات بہت وسیع تھین اور فن طب کی کتابون کا بہت اچھا ذخیرہ اُنھون نے جمع کیا تھا طب کے علاوہ اُنھون نے دیگر علوم و فنون کی نہایت نادر نادر کتابین عربی، فارسی کی جمع کی تھین اکثر کتابین اُنکے کتب خانہ مین ایسی تھین جو اب نایاب ہین، علامہ ابن رشد کے بعض فلسفیانہ رسالے بھی تھے جواب کہین دستیاب نہین ہو سکتے، اسکے علاوہ علماء اسلام کی اور بھی بہت سی نادر جنرو کتابین تھین، لیکن سخت افسوس ہے کہ یہ بیش بہا علمی خزانہ اُنکے اخلاف کی ناقدری کے ہاتھون کُل کا کُل برباد ہوگیا۔ نواب صاحب کے بڑے بیٹے میان لطیف محمد خان کے پاس یہ کتابین تھین اور جب تک وہ زندہ رہے ان کتابون کو تلف اور برباد ہونے سے محفوظ رکھا مگر اُنکی اولاد نے ان انمول جواہرات کو دیمک کی نذر کردیا اور سب کتابین کھاد ہو کر رہ گئین۔

مخفی خیرات | نواب صاحب کو نام و نمود سے سخت نفرت تھی اور وہ کوئی نیکی کا کام کسی کے دکھلانے کے لئے نہین کرتے تھے اسلئے کبھی کسی نے نواب صاحب کو علانیہ خیرات کرتے نہین دیکھا لیکن اکثر قدیم باشندگان بھوپال سے یہ روایت سُنی ہے

کہ اُنکی عادت تھی کہ روزانہ مغرب کے بعد جب اچھی طرح تاریکی ہوجاتی تھی تو ایسا
لباس پہنکر جس سے کوئی پہچان نہ سکے محل سے تشریف لیجاتے تھے اور بوڑہی
اور بیوہ عورتون کو اور یتیم بچون کو یا جو مفلس شخص مستحق امداد نظر آتا اُسکو اپنے ہاتھ سے
روپیے دیا کرتے تھے اور صبح کا مدار ڈیوڑہی کو جیب خرچ کی نام سے لکھوا دیا کرتی تھی۔

صلح پسندی | اُنکا مزاج بہت صلح کل اور آشتی پسند واقع ہوا تھا، زمانہ
ملازمت مین دیگر اراکین ریاست کے ساتھ اُنکے تعلقات نہایت دوستانہ
رہے اور سب سے ہمیشہ صلح و آشتی قائم رہی۔ نوابی کے زمانہ مین بھی اُنھون نے
اپنے عمدہ برتاؤ سے کبھی کسی رکن ریاست کو شکایت کا موقع نہین دیا اور حسن سلوک
سے سب کو خوش رکھا، اپنے ماتحتین کے ساتھ اُنکا برتاؤ ہمیشہ منصفانہ رہا اور
اعلیٰ افسر سے لیکر ادنی سپاہی تک اُنکا مداح اور ثنا خوان رہا۔

سادگی | سادگی کو بہت پسند کرتے تھے، اُنکے مزاج مین تکلف
نام کو بھی نہ تھا، اُنکا لباس بالکل سادہ ہوتا تھا ململ کا انگرکھا اور کرتہ سفید لٹھ کا
پاجامہ پہنا کرتے تھے۔ سر پر بھی ململ کا صافہ یا سیلہ باندہتے تھے۔ کبھی کبھی
ٹوپی لگایا کرتے تھے۔ جب تک سپہ سالاری کے عہدہ پر رہے اس وقت
تک مندیل باندہتے رہے مگر اِس کو اُس وقت کے فوجی لباس کے ساتھ
خصوصیت تھی، معمولی لباس مین ململ کا صافہ یا سیلہ ہوتا تھا۔
اُنکی معاشرت مین یہان تک سادگی داخل تھی کہ اُنکے خاندان کی عورتین تک

اسکی عادی ہوگئی تھین اور سب کو خوب معلوم تھا کہ نواب صاحب زیادہ زیورات تک کو پسند نہین کرتے ۔ یہی وجہ ہے کہ اِس وقت تک میرے پدری خاندان کی عورتون مین کسی کو زیور کا شوق نہین ، اور سب نہایت سادگی پسند ہین۔

تجارت کا شوق

نواب صاحب کو تجارت کا بھی شوق تھا اور اُنھون نے ایک دوکان بھی قائم کی تھی جسکا نام دوکان "دہلی" تھا اس دوکان کی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور مصر مین شاخین تھین جو لوگ حج کو جاتے تھے اُن کو اس دوکان سے بہت سہولت ہوگئی تھی یہان روپیہ جمع کر کے ہنڈوی لے لیا کرتے تھے اور مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی دوکان سے روپیہ لے لیا کرتے تھے، غلہ کپڑا اور موتیون کی بڑے وسیع پیمانہ پر تجارت ہوتی تھی لیکن نواب صاحب کی وفات کے بعد تمام دوکانین برباد ہوگئین بربادی کی وجہ یہ مشہور ہے کہ میان لطیف محمد خان اور میان مجید محمد خان کم عمر تھے تمام کاروبار اُنکے دونون بہنوئیون غلام حضرت خان اور ہزار میر خان (جو نواب صاحب کی ڈیوڑہی کے کامدار تھے) کے ہاتھون مین تھا اُنھین کی غفلت اور بے احتیاطی سے تباہ و برباد ہوئین۔ غرض نواب صاحب نے اپنی دانشمندی سے جو سرمایہ جمع فرمایا تھا وہ اُنکے دامادون کی بے توجہی سے نذر ہوا اور تھوڑا سامان جو باقی رہا وہ اُن دونون بھائیون کے ہاتھ لگا۔

خانگی تعلقات

اُنکی بیویون مین سب سے ممتاز بیوی نواب شاہجہان بیگم تھین جنکے ساتھ تعلقات خانگی مین اُنھون نے وہ بہترین طرز عمل اختیار کیا جو ایک مدبر

آدمی ہی اختیار کر سکتا ہے۔ ان دونون مین نہایت موافقت اور خوشدلی
تھی۔ دونون ایک دوسرے کا وہ پاس و لحاظ جسپر خانگی مسرتون کا انحصار
ہوتا ہے پوری طرح کرتے تھے نواب صاحب بھی اُن کی مختلف حیثیتون کا پورا
لحاظ رکھتے تھے ایک طرف وہ علو مرتبت جو قدرتاً نواب شاہجہان بیگم کو
حاصل تھی اُنکے روبرو تھی دوسری طرف خانگی طور پر جو بیوی کی حیثیت ہوتی
ہے وہ ملحوظ رہتی تھی اسکے متعلق ذیل کے واقعہ سے اندازہ ہوگا نواب
سکندر بیگم جب حج کو جانے والی تھین تو اُنھون نے جسطرح انتظام کے اصول
معین کر کے اپنے قائم مقام کونسل کو اسکے قائم رکھنے کی ہدایتین کی تھین اوسی
طرح خانگی معاملات کے متعلق بھی کچھ نصیحتین اور ہدایتین فرمائی تھین اور اسکے
متعلق اُنھون نے نواب شاہجہان بیگم کو ایک مفصل خط لکھا تھا جس مین وہ خانگی
معاملات پر ہدایتین کرتی ہوئی لکھتی ہین کہ "برتاؤ نواب صاحب بہادر موصوف کا
تم سے اسطرح سے ہے کہ جیسا اصحاب کبار کا برتاؤ اپنی بیویون سے تھا۔"

نواب شاہجہان بیگم نے بھی اپنی ڈیوڑہی اور جاگیر کے جملہ اختیارات
بھی نواب صاحب کو دیدئے تھے اور کامدارون، تحصیلدارون، اور تھانہ دارون
کے نام پروانے جاری کر دئے تھے کہ آیندہ سے تمام کاغذات اور عرائض
مین بجائے ہمارے نام کے نواب نظیر الدولہ امراؤ دولہ صاحب بہادر کا نام
لکھا جایا کرے اور جمع خرچ اور سیاہہ وغیرہ مین بھی اُنکا نام درج ہوا کرے

نواب شاہجہان بیگم وہ اطاعت و فرمانبرداری جسکی پابندی شریعت نے لازمی قرار دی ہے پوری پوری کرتی تھین اور کوئی ادنی و اعلیٰ کام بغیر نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر کی مرضی کی نہین کرتی تھین، اُنکی اطاعت کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ نواب سکندر بیگم ایک مرتبہ اندور تشریف لے گئین نواب شاہجہان بیگم سے اُنھون نے اپنے ساتھ چلنے کو کہا اُنکو بھی جانے کی خوشی تھی مگر نواب امراؤ دولہ صاحب نے کسی وجہ سے اجازت نہین دی اسلئے نہین گئین اور سرکار سے انکار کر دیا۔

نواب صاحب کی اولاد اور جملہ اعزا و اقربا کے ساتھ نہایت شفیقانہ برتاؤ تھا، اُنکی تقریبات مین بڑی فیاضی کے ساتھ حصہ لیتین اور وقتاً فوقتاً الطاف و عنایات فرماتین اور اُنکی عنایات کا کوئی حد و پایان نہ تھا میان مجید محمد خان کو مثل اپنے فرزند کے اپنے نزدیک رکھا تھا، اُنکے تمام اخراجات اپنی ڈیوڑہی سے پورے کرتی تھین لیکن بعد مین فرق پیدا ہو گیا تھا اور یہ فرق خود میان مجید محمد خان کی والدہ کی عقلمندیون سے ہوا تھا، اُنکی یہ حالت اِس درجہ پر پہونچ گئی تھی کہ خود نواب سکندر بیگم کو حکمت عملی کے ساتھ روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

ازواج اولاد واحفاد

نواب شاہجہان بیگم سے قبل نواب صاحب کی اور بھی شادیان ہوچکی تھین
پہلی شادی ملکہ بی بی کی دختر سے ہوئی تھی جو نواب غوث محمد خان کی بھتیجی
تھین اِن سے ایک سال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی اور اُنکا انتقال ہوگیا، اُنکی
رحلت کے بعد سردار بی بی قوم فیروز خیل سے دوسری شادی ہوئی اُن سے
دو لڑکے میان لطیف محمد خان، میان مجید محمد خان اور ایک لڑکی امت اللہ بیگم
پیدا ہوئین۔

میان لطیف محمد خان کی شادی نواب صاحب کی بھانجی سے ہوئی اور
اُنکی اولاد ہین میان حی محمد خان، سعادت محمد خان رؤف محمد خان
جلیل محمد خان اور ایک لڑکی یوسف جہان ہین میان مجید محمد خان کا عقد
نواب صاحب کی بھتیجی یعنی صدر محمد خان بہادر نصرت جنگ کی دختر سے ہوا
اُنکی اولاد ہین میان عبد الصمد خان بہادر عرف سالار میان، میان اقبال محمد خان
بہادر، نواب جہان بیگم، عنایت اللہ بیگم اور نایاب جہان بیگم ہین۔

امت اللہ بیگم کی شادی غلام حضرت خان سے ہوئی اور انکی اولاد ہین
میان ظفر محمد خان، اکبر محمد خان، سردار محمد خان، عالمگیر محمد خان،

افضل محمد خان ، منور محمد خان اور بانو بیگم ہین۔
نواب صاحب کے حرم سے دو لڑکے ہلال محمد خان اور بلال محمد خان
اور لڑکی زینب بی بی تہین۔
ان لڑکون کے کوئی اولاد نہین صرف زینب بی بی کی اولاد مین سراج میر خان
شہزاد میر خان ، امراؤ میر خان ، خورشید بی ، نیاز بی اور اولیا بی ہین۔
نواب شاہجہان بیگم کے بطن سے مین ہون اور مجھ سے چھوٹی نواب
سلیمان جہان بیگم تہین ، شادی سے تین سال کے بعد ۲۷ ذیقعدہ ۱۲۷۴ھ
مطابق ۹ جولائی ۱۸۵۸ء کو میری ولادت ہوئی اور ۱۲ جمادی الاول ۱۲۷۷ھ
کو نواب سلیمان جہان بیگم پیدا ہوئین یہ صرف پانچ برس ۹ مہینے زندہ رہین
اور ۱۵ محرم ۱۲۸۲ھ کو انتقال ہو گیا، ان کی موت ایک عجیب حسرت ناک موت تھی
جسکا صدمہ والدین اور تمام خاندان کو ہوا۔ دنیا بھی کیسی عجیب دار فانی ہے ایک
ماہ ہی قبل کیسی دہوم دہام سے اُنکی بسم اللہ کی تقریب ہو رہی تھی تمام شہر آئینہ بند
تھا، عزیز و اقارب کے یہان سے منہدیان آرہی تھین انعام و اکرام تقسیم
اور غریب و غربا مالا مال ہو رہے تھے مگر آج انھین محلات مین جہان یہ دہوم
اور چہل پہل تھی اس بچی کی موت پر صدا ے نالہ و شیون بلند ہے اور وہی
محل جس مین جشن ہو رہا تھا ماتم کدہ بنا ہوا ہے ، والدہ ماجدہ کو یہ پہلا داغ
اولاد کا تھا ، ادہر یہ تقریب ہوئی تھی اُدہر دو ہی ہفتہ مین اطبا کی غلطی سے

جو موت کے پردہ مین تھی اس معصوم نے راہ عدم اختیار کی، مدرسہ سلیمانی اور مسجد سلیمانی اُنھین کی یادگار ہین جو اُنکے انتقال کے بعد اُنکا نام زندہ رکھنے کے لئے والدہ ماجدہ نے تعمیر کین۔

نواب صاحب شادی سے قبل جو معاش رکھتے تھے وہ ایک سردار ریاست کے قابل تھی لیکن شادی کے بعد علاوہ اس جاگیر کے جو اُنکو دی گئی تھی نواب سکندر بیگم نے سردار بی بی صاحبہ کو چھ ہزار کی جاگیر عطا کی تھی اُن کی والدہ کا بھی ریاست سے علٰحدہ گذارہ مقرر تھا اُنکی بہنون کے شوہرون کو بھی جاگیر ریاست سے تھی حسن بی بی صاحبہ جو بہنون مین بڑی تھین بیوہ ہو گئی تھین اور بعد بیوگی مکہ معظمہ چلی گئی تھین حسین بی بی صاحبہ جو چھوٹی تھین اُنکا انتقال نواب صاحب کے روبرو ہو گیا تھا اُنھون نے دو لڑکیان چھوڑی تھین ایک کی شادی بخشی مروت محمد خان سے ہوئی اور دوسری کی شادی میان لطیف محمد خان سے ہوئی ہین پہلے لکھ چکی ہون کہ میان صدر محمد خان کا انتقال بھی نواب صاحب کے سامنے ہو گیا تھا اُن بیوہ کی جاگیر بھی ریاست سے علٰحدہ مقرر تھی یہ ایک معزز وذی رتبہ رکن ریاست کی لڑکی تھین اور وہ خود جاگیر دار ریاست تھے ان بیوہ بھاوج کا نواب صاحب بڑا ادب کرتے تھے اور یتیم بھتیجی کے ساتھ بے انتہا محبت وشفقت تھی اُنکی صرف ایک لڑکی رحمت اللہ بگم تھین جو میان مجید محمد خان کے ساتھ کتخدا ہوئین۔

یہ تمام خاندان امیرانہ طور پر بسر کرتا تھا اور سب کے لئے معقول انتظام معیشت تھا، نواب صاحب کے انتقال کے بعد قاعدہ ریاست کے مطابق جو زیورات وغیرہ نواب شاہجہان بیگم کے جہیز مین عطا ہوئے تھے وہ اس غرض سے واپس ہوے کہ اُنکے ترکہ مین سے مین اور میری والدہ متمتع ہون جاگیر وغیرہ سے جو زر نقد جمع ہوا تھا جو اور اُنکی دکانات کا سرمایہ تھا وہ اُنکی دوسری اولاد کو ترکہ مین ملا۔

نواب صاحب کا خاندان کل سپاہی پیشہ تھا لیکن علمی مذاق سے بھی محروم نہ تھا، فنون سپہ گری کے ساتھ ساتھ اُنکی تعلیم بھی اچھی تھی لیکن یہ تعلیم اُس زمانہ کے دستور کے مطابق تھی۔

نواب صاحب کے انتقال کے چند دن بعد ہی سو اُنکا کوئی تعلق ریاست کے کامون سے نہین رہا اور وہ قوتین جو بہترین دماغون مین نشو ونما پاتی تھین بیکاری کے باعث زنگ آلود ہوگئین، اُنکے بعد دوسری نسل مین تعلیم کی جانب زیادہ توجہ ہونی چاہئے تھی اور سب اِس قدر مقدرت رکھتے تھے میان لطیف محمد خان، مجید محمد خان نے بہت کچھ اپنی اولاد کو تعلیم دینا چاہا لیکن یہ خاندان بہت سی تکالیف مین مبتلا ہوگیا۔ ناظرین تزک سلطانی کو دیکھکر سمجھ سکتے ہین کہ جب مجھ پر زمانہ تنگ ہو رہا تھا تو پھر جو علاتی لڑکے ہون اُنکی کیفیت معلوم مگر شکر ہے کہ اس نسل نے زمانہ کی ٹھوکر کھا کر بہت کچھ تجربہ

حاصل کیا ہے اور میرے زمانہ مین غنیمت سمجھکر اس جانب توجہ کی ہے،
اُنکی اولادین الگزینڈرا ہائی اسکول اور سکنڈریہ[۱] اسکول مین تعلیم پا رہی
ہین اور اگر خدا کی امداد شامل حال ہے تو یہ بھی مثل اپنے اسلاف کے
دربار بھوپال مین اپنے کامون کو روشن کرین گے۔ مین نے اپنے بھتیجون
اور بھانجون کو باوجودیکہ اِن سب کی معاش ریاست سے مقرر تھی ریاست
کے کامون سے بیگانہ رکھنا پسند نہین کیا کیونکہ کسی شخص کے لئے بیکاری کی زندگی
مین پسند نہین کرتی، آدمی کو کسی نہ کسی مفید کام مین مشغول رہنا چاہیئے۔ اس بنا پر
مین نے ان سب کو انتظامی، مالی اور فوجی عہدون پر معین کیا۔ میان حی محمد خان کو
پہلے اپنی ڈیوڑھی کا کامدار بنایا پھر دو ایک جگہ اور مامور کیا لیکن وہ صدمات
کے باعث ایسے افسردہ دل ہین کہ اپنی خدمات کو پوری طرح سے ادا نہین کر سکے
رؤف محمد خان صیغہ سائر مین ایک ماتحت افسر ہین ظفر محمد خان کچھ دنون
ناظم رہے لیکن چونکہ نظامت کا معیار قابلیت بلند کر دیا گیا ہے اسلئے اس
عہدہ پر وہ موزون طریقہ سے کام نہین کر سکتے تھے اِن کو میونسپلٹی مین نائب
میر مجلس مقرر کیا۔ اکبر محمد خان، سردار محمد خان، افضل محمد خان اور
منور محمد خان تحصیلداری کی خدمات پر مقرر ہین۔ عالمگیر محمد خان میرے

---

[۱] یہ بھوپال مین تیسرا گرلس اسکول ہے جو میرے محل کے احاطہ مین ہے اسی مین خاندان کی لڑکیان پڑھتی ہین اور اسی کے بورڈنگ ہاؤس مین رہتی ہین۔

چیف سیکریٹری کی پرسنل اسسٹنٹ ہین۔ عبدالصمد خان انڈر چیف سیکریٹری کی خدمات پر ہین اور میری وبکاری ہین ہیشی کا کام کرتے ہین سعادت محمد خان قلعدار سی بالاقلعہ پر ممتاز ہین۔ اور میجر اقبال محمد خان انفنٹری کا کام کرتے ہین اور میجر کا رینک رکھتے ہین جنرل محمد عبید اللہ خان بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ نے انکی فوجی تعلیم و تربیت اپنے ذمہ رکھی اور یہ قابل تعریف کام کر رہے ہین۔

حقیقتاً والی ملک کا یہ ایک بہت بڑا فرض ہے کہ وہ اعزاے ریاست سے کام لے اور انکو قابل کام کے بنائے اور مین تو اس ضرورت کو جسقدر محسوس کرتی ہون اسکا اندازہ اس سی ہوگا کہ مین نے تمام خاندانی اختلافات کو دل سے محو کر کی یہی چاہا تھا کہ میان عالمگیر محمد خان[۱]، میان نورالحسن خان[۲]، اور میان علی حسن خان بھی بھوپال مین رہین اور ریاست کا کام کرین، عالمگیر محمد خان خود چلے گئے مگر انکے بھتیجے میان قدر محمد خان مجسٹریٹ درجہ دوم ہین اور اچھی طرح کام کرتی ہین نورالحسن خان اور علی حسن خان نے بھوپال کی سکونت اختیار نہ کی اور لکھنؤ کو اپنا وطن بنایا بہرحال ابھی تک نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر کا خاندان عزت و فارغ البالی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہا ہے اور امید ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ اپنے آپ کو معزز رکھکر نواب امراؤ دولہ صاحب مرحوم کے نام کو زندہ اور باقی رکھین گے۔

---

[۱] میان عالمگیر محمد خان نواب جہانگیر محمد خان بہادر مرحوم کے پوتے ہین۔

[۲] میان نورالحسن خان و میان علی حسن خان نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم کے فرزند ہین۔